



”یہی سمجھ لو! اتنی زندہ دل اور صیادو شے زمین پر کوئی نہ مری نہ ہو گی“  
 ”تو یہ کہو کہ تم اور مشرف الملک یورپ کی آواہ گری کو تے رہے تھے“  
 ”اور کیا رکھا ہے زندگی میں؟“

”پلو تو پھر وہیں چلو؟ ہوزف جاسی نے کرکٹ میرا دلشہا کھڑا رہا ہے“  
 ”لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیوں ہوا۔ پرنس ڈائنا کے نام کی کالی کیوں  
 نہیں ہوئی؟“ جیسٹن نے پرتشوش لہجے میں کہا۔

”میں بھی یہی سوچ رہا ہوں مشر۔ پتہ نہیں باس کی کیا اسکیم ہو۔ آؤ لو  
 میں ہمارا مشہر بنا لیں اس کے خلاف نہ ہو“  
 ”اچھا تو پھر بیٹھے رہو جیسٹن“

”دوسری بات بھی میری سمجھ میں نہیں آ رہی“ ہوزف بڑبڑایا۔  
 ”کونسی بات؟“

”باس نے تمہارے ساتھ مجھے کیوں بھیجا ہے؟“  
 ”اس نے کہ مجھے بردت موت یاد رہے۔ موت کا فرشتہ تم سے زیادہ  
 خوفناک ہو گا“

”میں اتنا بدست تو نہیں ہوں مشر“ ہوزف نے دانت نکال کر کہا۔  
 ”پھر بتاؤ میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں۔ ویسے مزید جیسی آج کل کہ  
 عجیب سے ہو رہے ہیں“

”اگر تم باس کی بات کر رہے ہو تو وہ کب عجیب نہیں لگتے“  
 ”کبھی میرا باس بھی عجیب تھا لیکن تمہارے باس نے اسے بالکل  
 تباہ کر کے رکھ دیا۔ اب وہ کسی کام کا نہیں رہا۔ بردت شریف آدمی  
 نظر آنے کی کوشش کرتا رہتا ہے“

”مگر تمہیں تو میرے باس نے بے حد خوبصورت بنا دیا ہے“ ہوزف کے  
 دانت پھر لکڑی پڑے۔

”خوبصورت؟“ جیسٹن غرایا۔ ڈائمی اور موٹھوں کے بغیر خود کو بالکل  
 یتیم سمجھنے لگتا ہوں۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ انہوں نے میری ڈائمی اور موٹھوں  
 کا صفایا کر دیا؟

ہوزف آواز سے ہنسا اور بولا۔ ”لیکن میں تو اسے ظلم نہیں سمجھتا کہ اسی  
 کے حکم سے مجھے ڈائمی رکھنی پڑی ہے۔ مجھے نہیں یاد پڑتا کہ کبھی ڈائمی رکھنے  
 کا خیال بھی میرے دل میں آیا ہو“

”ڈائمی میں تم اور زیادہ خوفناک لگنے لگے ہو! پندرہویں صدی کے کوئی  
 جلاؤ؟“ جیسٹن اسے گھورتا ہوا بولا۔

”باس کا حکم! لیکن میں اسے ظلم نہیں سمجھتا“  
 ”اچھا لیکن میں راقی خوبصورت لگتا ہوں ڈائمی کے بغیر؟“  
 ”خوبصورت بھی اور کھلم بھی“

”ہم یہاں کب تک بیٹھے رہیں گے؟“

”تم مانو! انجانو! تم ہو“

”البتہ میں پر دیا ہوں“

”میں نے تو باس سے یہ بھی نہیں پوچھا تھا کہ مجھے دم کیوں بیچ رہے ہو؟“  
 ہوزف نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”بہت سعادت مند ہو! جیسٹن جھکا کر بولا۔

”وہ میرا باپ بھی تو ہے“

”اچھا اب خاموش رہو۔ مجھے کچھ سوچنے دو“

ہوزف نے پھر جہا ہی لی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔  
یہ دونوں انتظار گاہ کی ایک بچ پر بیٹھے ہوئے تھے۔  
"چلو اٹھو! جہین تھوڑی دیر بعد بولا پتا نہیں کیا چکے ہے"  
انہوں نے اپنے سفری تھیلے اٹھائے اور انتظار گاہ سے سڑک کی طرف  
چل پڑے۔

ٹیکسی میں بیٹھ کر جہین نے ڈرائیور کو آؤٹلوکاپتے پایا تھا اور ٹیکسی حرکت  
میں آتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے بکواس شروع کر دی تھی۔  
"اگر آپ لوگ ستیاچ ہیں تو دھڑکے بازوں سے چرتیا رہے گا۔  
یہودیوں نے اٹلی کو تباہ کر دیا ہے۔ آپ شاید عرب ہیں۔۔۔ سی نیور۔"  
"نہیں۔۔۔ ایرانی۔" جہین بولا۔

"تب تو ٹھیک ہے۔ دراصل یہودی کچھ ایسے بڑے بھی نہیں ہیں۔  
مجھے یہودی ولایاں بہت پسند ہیں۔ بچ پوچھتے تو بیاہوں کے لئے بہت  
ہیار کرتی ہیں۔ آؤٹلوکاپتے تو سڑک لاس جا رہے ہیں۔"  
"ہم ہمیشہ وہیں ٹھہرتے ہیں۔"  
"بزنس یا سیاست سی نیور؟"

"بزنس۔۔۔ اٹالینوں کا میو پار ہے۔ جہین بولا۔  
"واہ۔۔۔ واہ۔۔۔ کیا کہنے۔۔۔ ایرانی قانون کے۔۔۔ بزنس کیا چل رہا ہے؟  
"اٹلی جہا سب سے بڑا لالچ ہے۔"  
"پھر بھی آؤٹلوک۔۔۔"

"اگر ایسا نہ ہو تو ہم تفریح کے لئے چھ کیوں کر بچاؤں، جہین بولا۔ بزنس  
لالچ میں تو نہیں ہوں۔ صرف ٹریڈنگ ایکٹ ہوں۔"

"نہیں سمجھ گیا سی نیور؟ ڈرائیور نے تہہ بہ تہہ لگا یا۔ میرا نام آؤٹلوک ہے۔ اگر  
ابھی تفریح کا ارادہ ہو تو مجھے یاد رکھنا۔ وقت تیار۔ آؤٹلوک کے باہر موجود ہوں گا۔"  
"اسمعیل تو ہم دونوں طرف آرام کر سکتے۔"  
"میں کئی ایسی یہودی ولایاں سے واقف ہوں جو عربی اور فارسی میں بولی  
سکتی ہیں۔ دونوں جہاں آپ سے ضرور ملوں گا۔"  
"تم انگریزی خاصی بولی جیتے ہو؟" جہین بولا۔  
"میرا باب اٹلاوی تھا اور ان انگریز۔"

"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ اب کچھ دیر غاموش بھی رہو! ہوزف بھٹکا کر بولا۔  
آؤٹلوک بڑے سے چالاک کے سامنے اس نے ٹیکسی رد کی تھی۔ اس  
حالت کی بھی علامتیں تدبیر بازی اور باہر سے مفلوک الحال نظر آتی تھیں۔  
ٹیکسی لاگوائے ادا کے وہ چھاپکے سے گزرتے ہوئے ایک نیم تاریک لالچ کی  
میں پہنچے۔ اچانک کسی نے انہیں عقب سے آواز دی۔ جہین تھوڑی بہت  
اٹلاوی بھی جانتا تھا۔ وہ آواز دے کر پاؤں اکرا نہیں ہی غائب کیا گیا ہے۔  
"تم کون ہو اور کہاں چلے جا رہے ہو؟"

جہین رکاوٹ بولت بھی رک کر مڑا تھا۔ آواز دینے والا قریب آگیا۔  
"کیا سی نیور نے نیلی کا پورٹنگ ماخوڑ نہیں ہے؟" جہین نے پوچھا۔  
"یہ کیا ہے؟" جواب ملا۔

"تو تم پھر بھیج گئے پر پٹھے ہیں؟" جہین نے پرسرت بچے میں کہا۔  
"جی ہاں، ان کے سفری تھیلوں کو گھورتا ہوا بولا اگر یہاں قیام کرنے کی فرس  
ہے آئے ہو تو میرا خیال ہے کہ تمہیں ایسی ہی ہوگی۔  
"وہ کیوں پکارے جاتی؟" جہین جیب سے اپنا پر نکالتا ہوا بولا۔

"ایک آدمی کو وہ اپنے دوستوں کے لئے غامی رکھتی ہے" جنہی کی آنکھیں  
جسین کے پرس پر تھیں۔

"ہیں تو تم اپنا سچا دوست پاؤ گے" جسین نے کہا اور پرس سے کچھ نوٹ  
کھینچ کر اس کی جیب میں ٹھونس دیئے۔

"میرے ساتھ آؤ سی نور" اس نے کہا اور باتیں جانب مڑ گیا۔

وہ شخص نے نیلی کا لاکر ثابت ہوا ایک ہتھکڑی لکڑی لکڑی کے لکڑی کے لکڑی کے  
ایک اور جڑی کچھ اندراجات کئے تھے اور انہیں ساتھ لئے ہوئے عمارت کی  
دوسری منزل پر آیا تھا۔ انہیں ایک بڑا کھوٹا گیا۔ جسے کلائی کے پارٹیشنز کے  
ذریعے تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

"جہاں..." اچانک جھڑنے کے بہ آواز بلند جاہی لی اور بولا "کیا اب میں  
دو چار گھنٹے کے ساتھ ہوں؟"

"ضرور... ضرور..." جسین نے کہا اور اپنے سفر کی بیگ سے سامان  
نکال نکال کر بستر پر ڈھیر کرنے لگا۔

بھڑنے اپنے پارٹیشن میں بیٹھا بڑے سے گھوٹ لے رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد  
وہ جسین کے پارٹیشن میں آیا اور ایک طرف کھڑا ہو کر اسے گھورتے  
لگا۔

"کیوں کیا میاں کی ہوا زیادہ فشتہ لاتی ہے؟" جسین سکڑا کر بولا۔

"نہیں... ہم دونوں کھام کھیں کر سکیں گے؟"

"کیا مطلب؟"

"تمہیں ٹیسی کو اُمید ہے کیا تھا؟"

"اچھا... تو پھر آج ہی نوکیوں کا انتظام کیا جائے؟"

"میں یہ نہیں کہہ رہا، بھڑنے نے غصے سے کہہ دیا۔

"جسین کے کہہ ڈالو کچھ کہنا ہے۔ میں تھوڑی دیر سنا چاہتا ہوں؟"

بھڑنے نے ایک تصویر کوٹ کی جیب سے نکال کر جسین کے سامنے ڈال  
دی اور بولا "میں یہاں جاری آدمی کا مقصد یہ ہے کہ اس شخص کو کاش کر کے  
قتل کر دیں؟"

"مجھے علم ہے؟" جسین غصے سے کہہ دیا "میرے پاس بھی تصویر ہے؟"

"اچھا...؟" بھڑنے کے لیے میں حیرت تھی۔

"شائد ہم دونوں کو الگ الگ بات دی گئی ہیں؟" جسین نے دلیل  
سامنے لے کر کہا "تاکہ ہم دونوں ہی خود کو اس مہم کا انچارج سمجھتے  
ہیں۔"

"اس کی باتیں اس ہی جانتے؟"

"مجھے ایکٹو سے براہ راست ہدایت ملی تھی؟" جسین اکر کر بولا۔

"تمہارے پاس اس کا چکر نہیں ہے؟"

"مجھے تو پاس سے تصویر دی تھی۔"

"جہاں تم کس طرح اس کو کاش کر دے گے؟" جسین نے منعکس دانے والے  
انداز میں پوچھا۔

"میں تم دیکھنا کہ میں کیا کرتا ہوں؟"

"کچھ بھی نہیں کر سکو گے۔ یہاں قہر بہت مہنگی ہے۔ فیروز یہاں  
نہیں تھا۔"

"جسین نے پیدا کیا ہے وہی میرے لئے انتظام بھی کرے گا  
تم اس کی طرف مڑو؟"

دفتر کسی نے دروازہ پر ہونے پر ہنس دیا۔

”آ جاؤ۔“ جبین نے اطلاع دی۔

اور ایک چار دیواری اور کیم شیخ بڑی عورت کرے میں داخل ہوئی  
جبین بھرتی سے اٹھا تھا اور اس کے سر پر قدم کو آگے بڑھتا ہوا ہوتا تھا۔  
”سی نیور نے نپل نہیں دوبارہ دیکھ کر میری آنکھوں میں مزید روشنی  
آگئی ہے“

”خوش رہو لو کہ اتم پید کب یہاں ٹھہرے تھے۔“ عورت بولی۔

”کوئی پانچ سال پہلے کی بات ہے۔“ جبین نے کہا۔

”اچھا۔۔۔ وہ مسکرا کر بولی۔ پھر اس کی نظر جوف پر پڑی تھی۔

جبین نے اٹھ پڑتے دیکھا۔ اور پھر اس کی آنکھوں میں حیرت کے آثار  
نظر آئے تھے۔ جوف بھی اسے گھورتے جا رہا تھا۔

”لگ۔۔۔ کیا ہم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔۔۔ وہ بالآخر بولی۔

”میرا ساتھی اطلاع دی نہیں بول سکتا۔ جبین نے کہا۔

”فراموشی“

”نہیں! سی نیورا۔۔۔۔۔ یہ صرف عربی۔۔۔ سوا علی اور انگریزی بولی

سکتا ہے۔“

”بڑی عجیب بات ہے۔۔۔ نام کیا ہے؟“

”جوف موگوٹا۔۔۔۔۔ تاخیر یا کا باشندہ ہے۔“

”یقین نہیں آتا۔۔۔ اتنی مشابہت ناگن ہے۔“

”میں نہیں سمجھا۔۔۔ تم دیکھو کیوں نہیں جانتی۔“ جبین نے اس کے لئے کرسی

کھینچتے ہوئے کہا اور اس کے بیٹے جانے کے بعد جوف کے قریب

بستری پر بیٹھ گیا۔

”بہت دنوں کی بات ہے! بھراکابل کے کسی جزیرے کا ایک ٹھہراہ یہاں

ٹھہرا تھا۔ فرانس کی سیکرٹ سروس کے لوگ اس کے پیچھے تھے۔ اس لئے

ان سے بچنے کے لئے یہیں پناہ لی تھی۔ مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا۔

”ہو سکتا ہے ایہ کالے ایک دوسرے سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے

ہیں۔ میں نے تو یہی محسوس کیا ہے۔“

”خیر! میں یہ کہنے آئی تھی کہ یہاں کے قواعد و ضوابط کے مطابق تمہیں

یہاں وقت گزارنا پڑے گا۔ لیکن تم تو جانتے ہی ہو گے اگر یہاں پہلے کبھی

قیام کر چکے ہو۔“

”اچھی طرح جانتا ہوں سی نیورا۔ میں تو جانتا ہی نہیں اور میرے ساتھی

کا یہ حال ہے کہ جتنے زیادہ نقشے میں ہوتا ہے اتنا ہی خاموش ہو

جاتا ہے۔ تم اس کرے میں کبھی ٹھہرو غلط نہ سوچی۔ عورتوں سے نہ

مجھے دلچسپی ہے اور نہ میرے ساتھی کو۔ ہمارے ساتھ کبھی کوئی عورت نہیں

دکھائی دے گی۔“

”خدا کا شکر ہے تمہیں یہاں کے قواعد و ضوابط یاد ہیں ورنہ بعض لوگ تو

آں کی آن میں سب کچھ بھول جاتے ہیں۔“

”نہیں! تم کو ایسا نہیں پاؤ گی سی نیورا۔۔۔۔۔“

”دیکھ میرے ساتھ بیٹھ کر بیٹے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تم میرے

سائڈ پر فوف کرے میں بیٹھ کر بیٹا اور جتنا دل چاہے ٹھہر جاؤ۔“

”میں اپنے ساتھی کو سمجھا دوں گا۔“

”نہیں! پہلی گئی۔“

”کیا بکواس کر رہی تھی۔“ ہوزرف نے برا سامنے بنا کر پوچھا۔  
 ”صرف میری ہی نہیں تمہاری بھی جان پیچان والی نکلی،“ جین گدی  
 سہلاتا ہوا پر تشویش لہجے میں بولا۔

”میں نہیں سمجھا۔“  
 ”وہ تمہیں پرہیز سہلک سمجھنی تھی۔“

”نہیں۔“ ہوزرف اچھل پڑا۔

”یقین کرو۔“ جین نے کہا اور اس کی گنگو دہراتا ہوا بولا۔ ”مجھے یقین ہے

کہ اسے میری بات پر یقین نہیں آیا۔“

”یہ تو جیت ہوا مسٹر۔“

”مقدار چار۔“ خیر دیکھیں گے۔“

”کیا دیکھو گے، امیری دانست میں اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔“

”ختم بھی کر دیا رکھا ہے ان باتوں میں۔“ یہ اسے سنے غفلت ترین حکیم۔“

ہوزرف کچھ نہ بولا، جین بھی کسی فکر میں پڑ گیا تھا۔ کچھ دیر بعد پھر دروازہ سے

پر دستک ہوئی۔ اس بار خود جین نے اسے اٹھ کر دروازہ کھولا تھا۔

”اوہو۔“ وہ متحیر ہو گیا۔ سامنے وہی ٹیکسی ڈرائیور کھڑا نظر آیا تھا، ہر تین

کچھ دیر قبل یہاں چھوڑ گیا تھا۔

”یہ لفاظ آپ کے لئے ہے سی نیور۔“ وہ اس کی طرف نیلے رنگ کا ایک

لفافہ بڑھاتا ہوا بولا۔

”کہاں سے لائے ہو۔“

”یہاں سے۔“ وہ دانت ہوا تھا کہ کچھ دور پر ایک آدمی نے ہاتھ اٹھا کر گاڑی روکوائی

اور مجھے کہا کہ یہ لفاظ آپ ملک پہنچاؤں، اب اجازت دیجئے۔“

اسے اس لائن کے نیلے رنگ چاکر کے نیلے کے ٹائل پر تھپتھپاتے۔

”شک ہے! میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ کل دس بجے تم یہاں آ سکتے ہو۔“

”ہم دن بھر تمہیں انگلیج رکھیں گے۔“

”ٹھیک دس بجے پہنچ جاؤں گا۔“ آپ مطمئن رہیں سی نیور۔“

وہ چلا گیا اور جین دروازہ بند کر کے بستر کی طرف پٹ آیا۔

”کیا قہقہہ ہے؟“ ہوزرف آنکھیں نکال کر بولا۔

”تھکے پھر قہقہہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور تم۔۔۔ خیر۔۔۔ ابھی بتانا ہوں۔“

جین کہہ کر لفاظ چاکر کے لئے لگا۔

ہوزرف اسے غور سے دیکھے جا رہا تھا۔

خط کا مضمون عجیب ثابت ہوا۔ کسی نامعلوم آدمی نے لکھا تھا۔

”فی الحال یہی مناسب ہے کہ میں ٹھہر رہا ہوں۔“ فون نمبر تین آٹھ سات نو

پانچ مزور بات سے آگاہ کر سکتے ہو۔ ہوزرف خط نمبر تین۔ پانچام لپٹے

کی ضرورت نہیں اتنا ہی سارا کافی ہوگا۔ فون کسی پبلک ٹیلی فون بورتھ

سے کرنا۔“

خط انگلیز میں ہی لکھا گیا تھا۔ جین نے اسے ہوزرف کی طرف بڑھاتے ہوئے

کہا۔ ”سنی غیر کہاں ہی بن سکتی ہے۔“

ہوزرف نے اسے پڑھ کر کسی دانشمند آدمی کی طرح خاموشی اختیار کر لی تھا اور

جین بستر پر میٹھا اور گنگو دہراتا رہا تھا۔

رات کے کھانے سے قبل بڑھادی نے نیلی ایک بار پھر ان کے کمرے میں آئی۔

ہوتا ہے۔

”لگ۔۔۔ کیا مطلب؟“

”بڑی تمہیں اپنے ساؤنڈ پروف کمرے میں ملا کر گئی ہے۔ وہ بھی بلاؤش ہے۔ سر شام سے شروع کرتی ہے اور اس وقت تک گلاس باغ سے نہیں رکھتی جب تک کہ سونے کا وقت نہ ہو جائے۔ اور آدمی رات گزرنے سے قبل کبھی نہیں سوتی۔“

”وہ کچھ انسی بڑی بھی نہیں لگتی؟“ جوزف خوش ہو کر بولا۔ ”اسے بڑھی کہنا ترک کر دو۔ ایسے لوگ کبھی بڑھے نہیں ہوتے۔ مگر کبھی زندہ رہتے ہیں۔ پدمارے پنجم بار چھنا تمہیں۔“

”خدا کے لئے کہیں نشے میں اس کا حوالہ نہ دے۔ بیٹھا۔“

”میں پاگل نہیں ہوں۔“ ہلاٹ بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔ چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا۔ ”یہ بھی ممکن ہے کہ کسی وہ آدمی بھی اس کی نظر سے گزرا ہو جس کی تصویر میری اور تمہاری جیسوں میں موجود ہے۔“

”اس کی شکل تمہنے اچھی طرح ذہن نشین کر لی ہو گی۔“ جیمین نے کہا۔

”بالکل۔“ تصویر دیکھ کر چاروں میں پہچان لوں گا۔“

”بس تو ہمیں چاہیے کہ تصویر ضائع کر دیں۔“ جیمین بولا۔

بوزنسنے فوراً ہی کچھ نہیں کہا تھا۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ ”تم ٹھیک کہتے ہو۔ اسے ضائع کر دینا ہی بہتر ہو گا۔ پھر ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں برقی جس کی بنا پر ہم پہچانے جا سکیں۔“

اس فیصلے پر پہنچنے کے بعد تصویر کی دونوں کاپیاں جلادی گئی تھیں۔ اور وہ سنے فیل کے ساؤنڈ پروف کمرے کی طرف چل پڑے تھے۔

اور جیمین سے کہنے لگی۔ ”اپنے ساتھی جوزف کو سنے کمرے سے ساؤنڈ پروف کمرے میں آ جاؤ۔“

”وہ تنہا بیٹھ کر پینے کا عادی ہے سی نیو۔“

”کیا کسی کی دعوت بھی نہیں قبول کرتا؟“

”اچھا میں کوشش کروں گا۔“

”میں وہیں منتظر رہوں گی۔“ دیرینہ لگانا یہ کہتی ہوئی وہ چلی گئی۔

جیمین کی پیشانی پر سونٹیں ابھرا آئی تھیں۔ پرس ہر نیٹا دالی کہا فی جوزف ہی کی طرح اسے بھی پسند نہیں آئی تھی۔ لیکن اب کیا کر سکتا تھا۔ مجبوری تھی۔

ایک ٹوٹے سے ٹر جیل سے آدمی اسی لئے تایا تھا کہ آسانی سے پہچاننا نہ جا سکے اور جوزف کی ڈاڑھی کی بھی فرض وفایت یہی معلوم ہوئی تھی کہیں یہ پرنس ہر نیٹا دالا چکے رہے ہی نہ ہو۔

کچھ دیر نیٹا ناگ جیمین پر زور دیتے رہنے کے بعد وہ اٹھا اور جوزف والے پارٹیشن کے قریب پہنچ کر اسے آواز دی۔

”آ جاؤ؟“ جوزف کی بھراؤنی ہرئی آواز آئی۔

جیمین نے اس کے قریب پہنچ کر دیکھا کہ وہ میز پر رکھی ہوئی خالی بول کو اس طرح گھور رہے جا رہا ہے جیسے اپنی قوت الادائی کی حد سے اسے دوبارہ لبریز کر دینا چاہتا ہو۔

”خالی ہو گئی۔“ جیمین نے سوال کیا۔

”آخری بول؟“ جوزف گھوم کر آواز میں بولا۔

”تمہارے عقیدے کے مطابق شاید آسمان دالا تم پر مہربانی ہی معلوم

نیلے کمرے میں تنہا نہیں تھی۔ تین مفید نام اور بھی تھے اس کے ساتھ۔ ان میں سے ایک اسی کی طرح مہر تھا اور دوسرے جوان ہی تھے۔ ان دونوں کی آمد پر وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ نیلے نے تعارف کرانے کا فرض انجام دیا تھا۔

پوڑھا آدمی سلاتے کی میرنسپنی کا چیرہ بین تھا اور وہ دونوں قلعہ مبارکی اداوں سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ سب پہلے ہی سے شغل کرتے رہے تھے۔ نیلے نے کپ بوند سے دو گلاس اور اٹھائے۔

”میں پیتا ہی نہیں ہوں سی نیروا“ جبین نے اس طرح کہا جیسے پینا انتہائی نالائق ہو۔

”چر کیا کرتے ہو؟“

”میں اس قفل کو اپنے نفوں سے گراؤں گا۔ ایرانی نئے زندگی سے بھرپور ہوتے ہیں۔“

”اس کی یہ تجویز پسند کی گئی۔ پوڑھا آدمی کبھی جوزف کو دیکھا تھا۔ اور کبھی نے نیلی کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔ جبین نے محسوس کیا جیسے پوڑھے نے بھی جوزف کو ہر بند کی حیثیت سے پہچان لیا ہو۔ تو اس پارٹی کا مقصد یہ تھا۔ اس نے طویل سانس لی اور نیلے کی طرف دیکھنے لگا جو سر جھکاتے جوزف کے لئے گلاس تیار کر رہی تھی۔ انہوں نے گلاس ٹکرائے تھے اور جبین نے ایک طرف دکھا ہوا گیار اٹھا لیا تھا۔

ایک شہر والا آدمی دھن چھیڑتے ہوئے اس نے لوگوں کا جائزہ لیا۔ کسی نوٹکی کو اپنا غصہ چھیڑتے دیکھ کر ان کے چہرے کھل اٹھے تھے۔

”تم بہت قیمتی ایرانی محرم ہوتے ہو اور کے“ نیلے نے اسے نیموا

آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایرانی تالکین کی طرح“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

اس طرح تین دوڑ چلے تھے اور ایک ایک بڑے آدمی نے توننا شروع کر دیا تھا۔ میں تم سے متفق ہوں نیلی۔ تمہارا خیال درست ہے۔ میں معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔ اگر وہ حالات اب بھی برقرار ہیں تو تم بڑے لاکھ میں رہو گی۔“

”ہشش ہشش۔۔۔ کیا تمہیں نشہ ہو گیا؟“ نیلے نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ ”جہش! میں ہوش میں ہوں۔ ورنہ تمہارے فائدے کی بات ہرگز نہ کرتا۔“

”پس اب اپنی زمان بند رکھنا؟“

ان دونوں کی گفتگو جوزف کے پلے پڑی ہو یا نہ پڑی ہو۔ لیکن جبین کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔ وہ خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔

”کچھ اور سننا؟“ تھوڑی دیر بعد نیلے نے اسے منی طلب کیا۔

”اب ایرانی موسیقی سنئے۔“ جبین سکرا کر بولا۔

”جہش تو اب اجازت دو نیلی؟“ دفعتاً پوڑھے نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی دونوں جوان آدمی بھی اٹھتے تھے۔

جب جبین نے بڑھی کے چہرے پر تشویش کا سایہ سا دیکھا۔ اس نے اٹھ کر انہیں رخصت کیا تھا اور پھر تیزی سے جبین کے قریب پہنچی تھی۔

”مجھے بے حواسوں ہے کہ تم دونوں یہاں رات نہ گزار سکو گے۔“ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”میں نہیں سمجھا سی نیروا۔“



”مجھ سے غلطی ہو گئی! میں نے اپنے دوست کو اس لئے بلایا تھا کہ وہ بھی اس حیرت انگیز شہزادہ بہت سے غفلتوں پر کے لیکن وہ تمہارے ساتھی کو دہی غرور شہزادہ سمجھتے پر ٹھکرے جس کی گرفتاری کے لئے یہاں فرانس کے ناظم الامور نے فکوں میرے کا انعام رکھا تھا۔“

”سوال یہ ہے کہ۔۔۔“

”میری بات سنو! پڑھ لکھنا جس کی بات کاٹ کر ہوئی وہ معلومات کرنے گیا ہے۔ اگر ناظم الامور کی وہ بڑی پیش کش ابھی تک منسوخ نہیں ہوئی تو تمہارا دوست بڑی دشواری میں پڑ جائے گا۔“

”خدا کی پناہ۔۔۔ ہم کس دشواری میں پڑ گئے۔ کیا چارے کا قنات بھی کسی کام نہ آسکیں گے۔“

”اگر تم یہاں کے ماحول سے واقف ہو تو اچھی طرح سمجھتے ہو گے کہ قنات بھی تیرا تازہ کام نہ آسکیں گے۔ تم نے یہاں کرہ حاصل کرنے کے لئے لوگوں کو کتنی رشوت دی تھی۔“

”ارے وہ تو میری اپنی خوشی تھی۔“

”چند تھار میرے وہ اپنی خوشی سے کسی کی بھی جیب میں رکھ سکتا ہے۔ پورے حساب سے دلا چلی ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔“

”تو پھر تازہ ہم کیا کریں۔“

”جتنی ملے ممکن ہو یہاں سے چلے جاؤ۔“

”کچھ بات بیچے ہی ضرور کہ میں یہاں تمہارے علاوہ اور کسی کو بھی نہیں جانتا۔ میرے لئے آڈیٹ ہی کریں۔ میں کہیں اور بھی جا سکتا تھا۔“

”اچھی بات ہے فی الحال تم دونوں اپنے کمرے میں جاؤ۔ میں تمہارے

لئے کچھ کروں گی۔ مجھے قطعی پسند نہیں ہے کہ میرے لاکھ کسی دشواری میں پڑیں۔ میں ایک ایسا انداز عورت ہوں۔ میری ہی وجہ سے تم دونوں اس بدیشائی میں پڑے ہو۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ میں ہی تمہارے غفلت کی ذمہ داری قبول کروں۔“

”آپ بہت مہربان ہیں سی نیرا۔“ جیسے نے جھک کر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

پھر وہ اپنے کمرے میں داخلہ آ گئے تھے۔ جیسے نے پوری زوردار ہوزف کو سنا فی تھی اودہ حیرت سے منہ پھاڑے سنتا رہا تھا۔

”کمال ہو گیا۔“ بالآخر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”اب میں سوچ رہا ہوں کہ آخر تمہارے بقراط باس کو یہ کیا سوچیں تھی۔ بغیر ڈاڑھی کے بھی تم اتنے ہی بچے ترنگے تھے۔ تمہیں کیا تکلیف تھی ڈاڑھی کے بغیر۔“

”تم تمہیں ڈاڑھی میں کوئی تکلیف تھی۔ ہوزف نے بد تشویش لیے میں کہا۔“

”میری بات سمجھو۔ ڈاڑھی ہویا نہ ہو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن جب ہر بندہ فرانس کی جیل سے فرار ہو کر یہاں پہنچا تھا تو اس کے چہرے پر ڈاڑھی تھی۔“

”ضرور دہی ہو گئی۔ ہوزف سر ہلکے بولا۔“

”تم اتنی لا بڑا ہی سے گفتگو کر رہے ہو کہ میں اب پاگل ہو جاؤں گا۔“

”جیہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ ایسا نہ ہوتے دنیا نہیں تو میرا کیا ہو گا۔“

”میں یہ کہہ رہا تھا عقل کے پتے کہ تمہارے بقراط نے تمہیں یہاں ہر بندہ بنا کر

یہوں بھیجے۔

”باس کی مرضی؟“

”خواہ تمہاری کھوپڑی میں سوراخ ہو جائیں!“

”میری زندگی کا مقصد یہی ہے۔ شرک باس پر قربان ہو جاؤں۔ پھر مجھے

کیا ضرورت ہے کہ یہ سب کچھ سوچتا چھروں؟“

”بہت دیر سے پیدا ہوئے۔“ جبین دانت پس کر بولا۔ تمہیں تو ہزاروں

سال پہلے پیدا ہونا تھا جب زندہ غلام مردہ آقاؤں کے ساتھ ہنسی خوشی

دفن ہو جایا کرتے تھے۔“

”میرے جسم میں اتنی ہی چٹائی روج ہے شرک! میں مرق، اچھے باس کے

لئے زندہ ہوں اور ایک دن اسی کے لئے مر جاؤں گا۔“

”شاید وہ دن قریب آ پہنچا ہے۔“

”ہوگا۔“ جوزف نے لاپرواہی سے شافوں کو جنبش دی۔

جبیں اسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ تعویذی دیر بیدار بکون

پلے میں بولا۔ ”جس کی تصویر ہمارے پاس تھی۔ اس کا کچھ نہ کچھ تعلق کراس کی

سیکرت سردس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔“

”ڈبل کراس کرنے والے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں! کئی پارٹیوں سے

تعلق رکھتے ہیں! جوزف آہستہ سے بولا۔

”کیا مطلب؟“

جوزف اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکایا اور بولا۔

”میرا باس پنج پنج امتی نہیں ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ وہ کس کی تصویر تھی؟“

”نہیں۔“

”اسی اینٹ کی جس نے اکیٹھ کو ڈبل کراس کیا تھا۔“

”ارہ۔۔۔“ جبین پرک کر بولا۔ وہ کیکڑے والے تھے۔۔۔“

”ٹھیک سمجھا اسی اینٹ نے کرنل جوزف کو اکیٹھ کے آدمیوں کے

پچھے لگایا تھا۔“

”سوال تو یہ ہے کہ پرنس ہرنیٹا۔۔۔“

”میرے ساتھ شہر رہو! جوزف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ کرنل جوزف کی

گرفتاری کی خبر سنتے ہی وہ اینٹ رو پرش ہو گیا۔ تمہیں غالباً ایڈلی دے سکاں

یاد ہوگی۔“

”ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ یو ایسا۔“

”وہ میرے باس کی دشمن ہو گئی ہے۔ اسی نے بین الاقوامی خیرینڈیشن

کراس اینٹ کے توسط سے اکیٹھ اور اس کے آدمیوں کے لئے درمیان کیا تھا۔“

”سمجھ گیا۔“ جبین سر ہٹا کر بولا۔

”کیا سمجھ گئے؟“

”تم قربانی کے بکسے بنائے گئے ہو۔“

”ایسی بے حدود باتیں نہ کرو۔ میرا باس دہرتا ہے۔ اس نے مجھے سارے

خطرات سے آگاہ کر دینے کے بعد یہ تجویز پیش کی تھی۔“

”قربانی کے بکسے دہرتاؤں ہی کے لئے ہوتے ہیں۔“

”شرع جبین! میں تم کو است کرتا ہوں کہ اس مسئلے میں اپنی زبان بند رکھو

ورنہ میں سب سے پہلے تمہیں ہی قتل کر دوں گا۔“

”میرے باس کو اگر کوئی میری موجودگی میں ہون کر کھائی جاتے تو میرے

لان پر جوں نہیں رہتے گی۔“

”اس داستان کے لئے ملان کا ناول۔“ اورھو راکہن! پڑھیے۔



کھڑکیاں روشن تھیں لیکن اندر سے کسی قسم کی آواز نہیں آرہی تھی جیسی دایہ کے لئے مرگئی۔

انہوں نے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھلا تھا اور کسی مرد نے نرا کر پوچھا کون ہے؟

”ہم صاحب خانہ کے لئے ایک خط لاتے ہیں“ جمین بولا۔  
”کس کا خط ہے؟“

”مسی یورائے نیلی کا۔“

”اوہ..... اچھا۔۔۔ اندر آ جاؤ“ وہ پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ رفتی میں انہوں نے اس کی شکل دیکھی۔ بھاری جڑوں والا ایک بلند قامت آدمی تھا۔ آنکھوں سے اذیت پسندی ستر شمع تھی۔ جوزف کو اس لئے خاص طور سے گھور کر دیکھا تھا۔ لیکن انداز میں شٹاسانی کی جھلک بھی نہیں تھی جو سکتا تھا ناپسندیدگی کی بنا۔ پر اس نے جوزف کو اس طرح دیکھا ہو۔ نیگزہ کو یورو پکے باشندے ایسی ہی نظروں سے دیکھتے ہیں۔

وہ انہیں نشست کے کوسے میں لایا۔ جمین نے اسے دروازے سے ہی پر لگانہ تھا دیا تھا۔ لیکن وہ خط کے معنوں سے لاعلم تھا۔ بہر حال وہ اسے خط پڑھتے دیکھتا رہا۔ خط پڑھ کر اس نے حیب میں رکھا اور مصلحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا ”میرا نام جینی کارڈوس ہے“

جمین کے بعد اس نے جوزف سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا ”اگر تمہاری طبیعت میں سستہ پن ہے تو مجھے تمہارے یہاں قیام کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ دیکھو بھی تمہارے نیلی کے دوست ہوئے۔“

”شکریہ! میں بھی کہہ جاتا ہوں“ جوزف بھراٹی ہوئی آواز میں بولا

”مجھے صرف اسی پر اعتراض ہو سکتا ہے“ کارڈوس کا ایا تھا۔

”میرا ساتھی صفا پسند اور شائستہ ہے“ جمین بولا۔

اس نے جوزف کی آنکھوں میں ناگواری کے آثار دیکھے تھے۔

”کیا تم لوگ کسانا کھا چکے ہو؟“ کارڈوس نے پوچھا۔

”ہاں! لی! مال تہیں اس کی تکلیف نہ دیں گے“ جمین نے کہا۔

رات بسر کرنے کے لئے انہیں ایک چھوٹا سا کمرہ تعین ہوا تھا۔ جن میں

ایک بڑے تخت پر دونوں کو سونا پڑا تھا۔

دوسری بڑے صوم ہوں کارڈوس اس صلا میں تنہا نہیں تھا۔ دوڑکیاں بھی تھیں اس کے ساتھ جن کا تعارف اس نے جہنوں کی حیثیت سے کرنا بڑی کا نام پر وشیا تھا اور جیوتی سلویا کہلاتی تھی نائٹے کی مہریر ان سے ملاقات ہوئی تھی۔

جمین کی تجویز کے مطابق جوزف نے طبیعت کی خرابی کا بہانہ کیا تھا اور پھر اسی تخت پر جا پڑا تھا جس پر رات بسر کرنی تھی۔ واقعی اس کی حالت خراب تھی۔ ہر آنکھ کھٹے ہی پہلا گھونٹ حلق سے نہیں اتر سکتا تھا۔ شراب مٹی ہی نہیں۔ اور میر ہان نے سہی کوئی ایسی پیش کش نہیں کی تھی جس سے یہ صوم بڑا کر وہ پیٹنے پانے کے معاملے میں فراخ دل واقع ہوا ہے۔

اپنے پروگرام کے مطابق جمین گیارہ بجے کے قریب گھر سے باہر نکلا۔ اتنی دقت تو مٹی ہی کر وہ سستی شراب کی دو تین بوتلیں جوزف کے لئے خرید سکتا۔

لیکسی آسانی سے مل گئی تھی اور وہ شہر پہنچا تھا۔ ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے اس نے ان نمبروں پر رنگ کیا۔ جو کسی نا معلوم آدمی کی طرف سے اسے ملے تھے۔

دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا۔ "جسین نے خط کا نمبر بتا کر پچھلے دن کی روکاو دوہرائی۔"

دوسری طرف سے موجودہ قیام گاہ کا محل وقوع بد چھا گیا اور جواب دہنے پر آواز آئی "تم لوگوں سے جلد ہی رابطہ قائم کیا جائے گا۔ فی الحال وہیں تک محدود رہو!"

"اور کچھ۔۔۔" جسین نے پوچھا۔

"نہیں فی الحال اتنا ہی۔ تمہارا ہر س تو بکا نہیں ہے۔"

"نہیں۔! دو تین دن یہ آسانی نکل جائیں گے۔"

"ایک ضروری بات نوٹ کرو" دوسری طرف سے آواز آئی "نیکر دو کا چہرہ صاف ہو جانا چاہیے۔ اب ضرورت نہیں رہی۔"

"وہ میری بات پر یقین نہیں کرے گا۔" جسین نے کہا "جس نے گارنٹی رکھوائی تھی وہی صاف کرنا سکے گا۔"

"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ ذرا دیر ہو جائے تو دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر خاموشی چھا گئی۔ جسین ریسورٹ کان سے لگائے کھڑا رہا۔

"ہو۔۔۔" پھر آواز آئی اور حسین کا جواب سن کر کہا گیا "اس سے کہہ دین سرکلز کے سانپ صفائی چاہتے ہیں۔"

جسین نے پرستنی انداز میں سر ہلایا اور دوسری طرف سے مسئلہ منتقل ہونے کی آواز آئی۔

"کو یہ بات ہے۔" جسین بڑبڑاتا ہوا برقعہ سے باہر آیا۔

اس نے ضروریات کی چیزیں خریدی تھیں اور قیام گاہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ گارڈ کی ہتھیلی اسے پسند آئی تھیں۔ غلط نہیں معلوم ہوتی تھیں۔

خود گارڈ بھی سنجیدہ آدمی ثابت ہوا تھا۔ لیکن چہرہ کی بناوٹ کے اعتبار سے نظر آتا اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا۔

گھر پہنچ کر اس نے سب سے پہلے جوزف کی غیریت دریافت کی تھی۔ "وہ تمہارے جاننے کے بعد سے اب تک کمرے سے باہر ہی نہیں نکلا۔" سلویا نے جواب دیا۔

"تمہاری بہن اور بھائی نہیں دکھائی دیتے۔"

"وہ دونوں میری طرح بیمار تو نہیں ہیں۔ وہ کام کرتے ہیں اور میں گھر سنبھالتی ہوں۔"

"یہ بڑی اچھی بات ہے۔ اچھا اب میں ذرا اپنے ساتھی کی خبر لے لوں پھر امور خانہ داری میں تمہارا ماتھے شاؤں گا۔"

پھر وہ اس کمرے میں آیا جہاں جوزف فرش پر آندھا بٹا کراہ رہا تھا "آگیت! اب تو نہ مرو۔" جسین نے کہا۔ "اور جوزف اچھل کر سیدھا ہو گیا۔ تینوں بوقتیں یکے بعد دیگرے تھیلے سے برآمد ہو رہی تھیں۔

"خدا تمہیں جزائے خیر دے" جوزف ان کی طرف دیکھا ہوا بولا۔ "پہلے ہی چلے میں اس نے چوتھائی برس صاف کر دی تھی۔"

"ذرا احتیاط سے۔۔۔ شیرہ نہیں ہے۔" وہ دون نکالتے ہوئے گئے۔

چھ بولیں یومیہ والے دن بھول جاؤ۔"

"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔" وہ دانت نکال کر بولا "میں احتیاط رکھوں گا۔ تم نے فون پر اس آدمی سے گفتگو کی تھی۔"

"کتنی۔" جسین برا سا منہ بنا کر بولا "تمہارے لئے فوری طور پر چہرے کی صفائی کا حکم صادر ہو رہا ہے۔"

”میرا مضحکہ مت اڑاؤ۔ اپنی مرضی سے ڈاڑھی نہیں رکھتی۔“

”حق آدمی! میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یہی ہدایت ملی ہے۔“

”کیسے یقین کروں؟“

”سرکنڈوں کے سانپ صفائی چاہتے ہیں۔“ حسین نے کہا اور جوزف توشی کے بارے میں اچھل پڑا۔ آسمان والے تیرا بہت بہت شکریہ۔ تو نے میری اسی رفیع کردی۔ اس نے کہا تھا اور پھر شائد حسین کا منہ چرمنے کے لئے بھٹک تھا۔ حسین بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔

”میرا یہی مرد دروسہ دہن گا۔ تم نے بڑی اچھی خبر سنا ئی ہے مٹرا“

”بوسہ گندری حرکت ہے۔ اس نے مجھے صاف رکھ دیا۔“ حسین نے کہا۔

”خیر۔۔۔ خیر۔۔۔“ جوزف نے کہا۔ ”میری نیت نے دوسرے ملک پہنچا دیا۔“

”کیا سرکنڈوں کے سانپ تمہارے رشتے دار گتے ہیں؟“

”نہیں، میرے باپ کا فرما ہے۔ سانپ میں خود کو قیمتی نہیں سمجھتا۔“

”کیا اس بند کر کے تباہ کر دیا چکر ہے؟“

”باس یہیں موجود ہیں۔ تصدیق ہو گئی۔“

”تمہارا باس سرکنڈوں کا سانپ کب سے ہو گیا ہے؟“

”تمہارے منہ میں خاک؟ جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔ آسمان والا اس کا

سایہ میرے سر پر ہمیشہ قائم رکھے۔ چار ماہ قید ہے کہ چارے تیلے میں مرنے

والوں کی دھمیں سانپ بن کر سرکنڈوں کی بھارتوں میں رہتی ہیں۔“

حسین برا سا منہ بنائے ہوئے کچھ سوچتا رہا۔ جوزف بڑی بیباکی سے

بوتل کا کاک نکال نکال رہا تھا۔ چند گھنٹہ لیجئے کہ بعد اس نے حسین سے کہا

”اچانک ڈاڑھی صاف کر دینا مناسب نہ ہو گا۔ تم ان تینوں کی موجودگی میں

میری ڈاڑھی کا مضحکہ اڑا کر انہیں اپنا ہم نوا بنانے کی کوشش کرنا اور یہ تجویز پیش کرنا کہ ڈاڑھی صاف کر دی جائے ورنہ وہ خشک و شہات میں مبتلا ہو جائیں گے۔“

”کیسے خشک و شہات؟“ حسین نے کہا۔ ”تم کیا جانو کہ نیلی نے اپنے غلط کیا کیا ہے؟“

”مجھے معلوم ہے۔ تمہارے جانے کے بعد لڑکی۔۔۔ بات چیتی تھی۔“

جوزف بولا۔

”کیا۔۔۔ سوئی تھی؟“

”اس نے بتایا کہ نیلی ہیں اس لئے آڈیٹو میں نہ رکھ سکی۔ اس کے

سفید نام لاکھ ایک سالے آدمی کا وجود ہوا شہات نہیں کر سکتے تھے۔ اس کا بھائی

اگر دو جو کہ انسانیت پر یقین رکھتا ہے اور نیلی بھی ذاتی طور پر ایسے ہی

خیالات رکھتی ہے۔ اس لئے اس نے یہیں یہاں بھیج دیا۔“

”اس وہم میں نہ رہنا۔ پچھلی رات اس نے تمہیں دیکھ کر ناگاری ہی

اگر کی تھی۔“

”وہ صفائی ستھرائی کی بات تھی۔ اگر سے کالہ کی بات نہیں تھی۔ مجھے اقرار

ہے کہ میری نسل کے زیادہ تر لوگ صفائی کا خیال نہیں رکھتے۔“

”خیر دیکھا جاتے گا۔“ حسین بڑبڑاتا ہوا آخرت پر نیم دراز ہو گیا۔

”نام کو جانے کی میز پر اس سے وہ دونوں کھٹے نکالے جو اس سے لڑکیوں

کے لئے خریدے تھے۔ شکر ہے کہ ساتھ قبول کئے گئے اور گارڈ بولا۔“

”لڑکی بڑے شگفتہ ہوتی ہیں۔ مجھے ایلان پر مسرتی پسند ہے۔“

”شکریہ! کچھ سناؤں؟“ حسین بولا۔

شرارت تھی

"ابھی نہیں! رات کے کھانے کے بعد" گارڈ نے کہا۔

"میں عرضہ سے کوشاں رہا ہوں کہ اس کی ڈاڑھی صاف ہو جائے"  
جیمین ڈھانی سے بولا۔

"فائنل تم بھی اسی کی طرح مذہبی آدمی ہو؟"

"یہ بات تو ہے" جیمین سر جاکر بولا۔

"اس لئے دوسروں کی دل آزاری میں لذت محسوس کرتے ہو۔ میں نے  
عام طور پر یہی دیکھا ہے۔"

"نہیں! آپ ریتا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ ہم اس مسئلے پر اور نہیں چونا چاہتے"  
گارڈ خاموشی سے اٹھا، سدا بہر چلا گیا۔

"تمہارے بھائی بہت جذباتی معلوم ہوتے ہیں" جیمین بولا۔

"لاش یہ سچ ہوتا ہے پورٹیا ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ وہ منطقی دماغ  
رکھتا ہے اس کے یہاں جذبات کا دخل نہیں"

"پیشے کے اعتبار سے اسکول ماسٹر معلوم ہوتے ہیں"

"بالکل غلط۔۔۔ ٹیکسٹ ہے"

"آج میرے سلسلے انٹان سے غلط ہو رہے ہیں"

"تمہاری موتی کی بات کر رہے تھے" سویا یوں بڑی۔

"رات کے کھانے کے بعد"

"یہ تو گارڈ کی تجویز تھی۔ وہ جا چکا ہے۔ اب تم بہن سنا سکتے ہو"

"پر نہیں شروع کروں۔ یا گیارہ بجے تمہارے پاس"

"ہے۔ میں لادھی ہوں" سویا اٹھتی ہوئی بولی۔

اس کے چلے جانے کے بعد جیمین نے پورٹیا سے کہا: "یہاں کی ہوا میں اتنی

جیمین اسی دھان میں بار بار جوزف کی طرف دیکھتا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے  
اس کا منہ اڑنا چاہتا ہو۔ شاید پورٹیا نے اسے محسوس کر لیا تھا اور وہ بھی  
جوزف کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ پھر رفتہ رفتہ سب اسی کی طرف دیکھنے لگے  
اس کی ڈاڑھی خواہ مخواہ ہل رہی تھی۔

"کیا یہ کبھی اکلام نہیں کرتی؟" دفعتاً جیمین انگلی اٹھا کر بولا۔

"کیا مطلب۔۔۔؟" جوزف چونک پڑا۔

"رات مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ سرتے میں بھی بلی رہتی ہے"

جوزف جھینپے ہوئے نماز میں بیٹھا تھا۔

"مسٹر فیزنگٹے ہو! ہو سکتا ہے ہم اسی کی وجہ سے آڈیٹ میں ڈھب کے ہوں"

"جیسے اسی طرح دلیل دکر۔۔۔" وہ برامان کر بولا۔ ٹکھیں سول سے راکیوں

کو دیکھے جا رہا تھا۔

"ہم کہتا ہوں ڈاڑھی کے بغیر زیادہ اچھے لگو گے" جیمین نے کہا اور دوسروں

سے پوچھا: "آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟"

"یہ بات تو ہے" دونوں راکیاں بیک وقت بولی پڑیں۔ گارڈ کو کچھ نہ بولا

خاموشی سے انہیں دیکھ جا رہا تھا۔

یہ گھرنا انگریزی بولی اور سمجھ سکتا تھا اس لئے جیمین کو پا کر تباہ دیکھانے

کا موقع مل گیا تھا۔ فلا جی کی دیر میں راکیاں جوزف کے سر جو گئیں اور وہ بالآخر

اٹھ کر دھان سے چلا گیا۔

"یہ بڑی نامناسب بات تھی! گارڈ نے یہی نہیںوں کو گھر رہتے چرٹے کہا

وہ دونوں بٹنے گئیں اور گارڈ نے جیمین سے کہا: "اصل یہ تمہاری

مستی ہے کہ خواہ مخواہ گانے گودوں پاتا ہے۔

پورنیا کچھ کہنے ہی دیتی تھی کہ سولیا خالی ہاتھ دھڑکی ہوئی آئی۔

”اوہ... اوہ... بیچ پنج شلو کر رہا ہے؟ اس نے اپنے ہونٹے کہا۔

جس نے تمہیں دکھایا۔

پورنیا کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نظر آ رہے تھے۔ اور پھر وہ غور سے

لاہر کوئی ہوئی دلی تھی۔ میں اس کا منہ نہیں اڑانا چاہتے تھا۔

”بہت بڑا کام ہوا ہے۔ جس نے ہنسنا ہوا۔ اس کے ساتھ باہر نکلتے

وقت بچے ہیشہ یہی غور ہوا ہے جیسے متعدد بچوں کے لئے چندہ اکٹھا کرنے

نکلے ہوں۔

”مجھے بے حد افسوس ہے! بقول گارڈو پنج پچ ہم سے اس کی دل آزادی

لاگتا سرزد ہوا ہے۔

”اور سے چھوڑو بھی اب آدمی گئے گا۔ تم گیارہ نہیں دس سولیا۔

”نہیں! اب دل نہیں چاہتا۔ بے جا رہ بوز۔

جس نے اس سے بنا کہ میں گدی پہلانے لگا۔

ہوٹل کی پیشہ ورانہ لیا اس کے پاس بھی نہیں چھلکتی تھیں۔ ڈائینگ ہال

میں وہ اپنی میز پر تنہا ہوتا۔ جب کھانے بیٹھا تو ہال میں موجود اس پاس کے

لوگوں کی نظریں اسی پر جمی رہتیں۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے کسی فن دان جنگل میں کوئی

درندہ تنہا بیٹھا اپنے شکار کو سمجھ رہا ہو۔ اس وقت تعلق یہ نہیں معلوم ہوتا

تھا کہ اسے اپنے پاس دوسروں کی موجودگی کا احساس بھی ہو۔

ہوٹل کے جڑ میں اپنا نام ڈالو اور ملے لکھوایا تھا۔ قیام کرنے کے دن سے

اب تک ہوٹل کی چار دیواری سے باہر نہیں نکلا تھا۔

ہوٹل کے خاکی جاگوس سے اس کے بارے میں پانچیاں ظاہر کرتے ہوئے

یہ خبر سے کہا تھا۔ شاید وہ یہاں کسی کی آمد کا منتظر ہے۔

”کس کی بنا پر کہہ رہے ہو۔“ یہ خبر نے سوال کیا۔

”دن میں کئی بار لوگ سے پوچھتا ہے کہ اس کے لئے کوئی بیگم تو نہیں ہے۔

”ہر حال ہوشیار رہو۔ کیا تم اس کے کاغذات طلب کر کے دیکھنے کی ہرارت

لا سکو گے۔

”کسی معقول وجہ کے بغیر یہ ہمارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔“ خاکی جاگوس

نے جواب دیا۔

”بے حد خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اگر میں اس کی آمد کے وقت یہاں

موجود ہوتا تو کوئی کمرہ خالی نہ ہوتا۔ لا بہانہ نہ کر دیتا۔

”اوہ... اتنی تشویش کی ضرورت نہیں۔ میں اس پر نظر رکھوں گا

آپ مطمئن رہیں۔“

یہ بات یہیں ختم نہیں ہو گئی تھی۔ دوسری طرف پیشہ ورانہ لیا

ایک بے حد چالاک لڑکی کو تھوڑا دلانے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ اور وہ ان

آٹھ منٹ کے ہوٹل نوٹس کے کمرہ نمبر یا میں لا کر یہ وارنٹوں اور آدمی معلوم ہوتا تھا

ایک بار اس کے چہرے پر نظر پڑنے کے بعد دوبارہ دیکھنے والے کم ہی رہے ہیں

گئے۔ ہوٹل کے عازین اس سے آٹھ مار گنگنہ نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن ابھی تک کسی کو

بھی اس کے خلاف کسی بھی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملا تھا۔



کے کہہ۔ یہ تھی "خونناک سے خونناک مرد بھی موت کے معاملے میں بالکل  
آکر جوتا ہے۔ میں اسے دیکھ لوں گی!"

ٹھیک اسی وقت خانگی جاسوس بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ اس نے جیشی کا  
دھوکہ سننا۔ یہ ایک اسپینی لڑکی تھی۔ اعلیٰ وائس اور انگریزی روانی سے  
بول سکتی تھی۔

"تم کچھ نہ سوسو گئی، خانگی جاسوس نے پوچھنے کے سے اعزاز میں کہا۔  
"تمہی نے کونسا بڑا تیر مار یا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وولسٹیا میں شیر  
گھس رہا ہو، جیشی نے برا سامنے بنا کر کہا "میں نہیں سمجھ سکتی کہ لوگ آخرتے  
مرا سیر کیوں جہ؟"

"انہی میں تم بھی شامل ہو، خانگی جاسوس پھر پڑھانے کے سے اعزاز میں  
بولتا "وہ اس وقت اس گنگو میں کہیں حصہ لے رہی تھیں!"

"تم خواہ مخواہ کیوں آکر دے بیچ میں کا  
"میں تمہاری ہی تلاش میں نکلا تھا!"

"اس منیت کی وجہ؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی سکوڑی۔  
"سب کے سامنے نہیں بتاؤں گا، اس نے کچھ ایسے لگاؤ کے ملازمین

کہا کہ دوسری لڑکیاں نہیں پڑیں۔  
جیشی کو پھر تازہ آگیا اور وہ خانگی جاسوس کا بازو پکڑ کر ایک طرف گھنچتی

ہوئی لے چلی "چلو تباؤ۔۔۔ چلو تباؤ۔" کہتی جا رہی تھی۔  
"بس بس۔۔۔ اب رک جاؤ، خانگی جاسوس بولا "اب یہاں جا رہے

علاوہ اور کوئی نہیں ہے!"  
"تباؤ ملے! کیا کہنا چاہتے ہو۔؟" وہ رکتی ہوئی بولی۔

"میر نہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کی سرانمیں بے معنی نہیں ہے۔"

"ہاں بے معنی ہے، یہ ایک بھول ہے یہاں ہر قسم کے لوگ قیام کر سکتے ہیں۔ پتا نہیں  
لکھنے ڈاکو، پورا دروازہ قیام کر کے چلے جاتے ہو، مگر کسی کو پرواہ نہیں ہوتی۔

اس لیے چارے کا تصور صرف یہ ہے کہ قدرت نے اسے نورخوار چہرہ دکھایا ہے۔  
ہو سکتا ہے ضرور ہے وہ بالکل موسم چوڑا۔"

"بس اس کے چہرے سے کوئی سرکار نہیں ہے۔ میں صرف اپنی اور شوکی  
بات کر رہا ہوں!"

"میں تو سمجھتی ہوں اس کے بارے میں متفکر دیکھتی ہوں۔"  
"وہ اس کے رویے کو بنا۔ پڑھو گا۔ لوگ اس کے بارے میں جانتا

چاہتے ہیں۔"  
"تم دونوں کی تشویش کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟" وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"چھوڑ چھوڑا تا ہے۔" ایتھنز کے ایک ہونٹ میں ایسا ہی ایک خونناک  
شکل ڈالا سفر قیام پذیر ہوا تھا۔ ایسا ہی ہراساں۔ ایک دن کئی آدمی اس سے

ملنے آئے اور اسی رات کو چرائی آؤے پر مسافروں کے جوہر پر نازنگ کی گئی۔  
نازنگ کرنے والوں میں سے دو پکڑ لئے گئے۔ یہ دونوں میں بھی انھیں لوگوں

میں شامل تھے جنہوں نے اس خونناک چہرے سے بول میں ملاقات کی  
تھی۔ چھ مسافر اس نازنگ سے ہلاک ہوئے تھے!"

"اور وہ خونناک چہرے والا؟" جیشی نے پوچھا۔  
"وہ چانگ فاتب ہو گیا تھا۔ گرفتار ہونے والے بھی اس کے بارے میں

مرب آتا ہی تھیں کہ کلازنگ کرنے کی مہارت اس سے ملتی تھی۔ وہ کون تھا کہاں  
کا باشندہ تھا، نازنگ کا مقصد کیا تھا، آج تک نہ معلوم ہو سکا۔"

”ہوں۔ ہمیشہ سر ہلا کر ہوں۔“ فردوسی نہیں کہ یہ آؤں وہی ہو۔ پھر تم اپنی  
سے رابطہ قائم کر سکتے ہو۔

”پہلے میں اپنے طور پر معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ مائزنگ کا واقعہ وہاں  
میں ہی تھا۔ اُمّی میں نہیں۔ اگر میرا تیس خط لکھا تو میرا لائسنس ضبط ہو جائے گا۔“  
”ہاں تو ٹھیک ہے۔ ہمیشہ سر ہلا کر ہوں۔“

”میری دانست میں تم بہت زمین پر ہوں۔ غلطی جاسوس میں سانس لے کر ہوا۔  
”لہذا غماہ خواہ چھوڑ کر سننے کی بجائے کوئی نئی کام کر دو۔“

”کیا کہنا چاہتے ہو؟“  
”کسی طرح اس کے کمرے میں ایک انکڑا رنگ بگ پینٹا دو۔“  
”یہ کام تو تم بھی کر سکتے ہو۔“

”وہ ابھی تک ہوئی ہے۔ باہر گیا ہے نہیں کہ کبھی چار سے آئے۔“

”ہاں یہ بات تو ہے۔ وہ باہر نہیں جاتا۔“

”لہذا یہ کام تم پر ہی انجام دے سکتی۔“

”وہ ہم میں سے کسی کی طرف بھی متوجہ نہیں ہوتا۔“

”تمہارے اس سے کچھ لینے کا دعویٰ آنرز کس بنا پر کیا تھا؟“

”وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔“ لاؤ وہ انکڑا رنگ بگ بگھوے  
دور۔۔۔ میں کچھ کر دی گئی۔“

فرانسیس کی یہ پیشہ ور دنیا کا دم سرد سے بھی متعلق تھیں اور یہی وہاں  
ان کی موجودگی کا جواز تھا۔ کابل کے کمرے میں کھانا شراب اور دوسرے شہوات  
پہنچاتی تھیں۔ لیکن ابھی کسی کی بھی جہت نہیں پڑی تھی کہ نو رنگ چہرے  
وہاں سے ڈانٹو مریلی کے کمرے میں قدم رکھ سکتی۔ اگر وہ کمرے میں کھانا

یا شراب طلب کرتا تو کوئی مریہی اس کے اندر کی تعمیل کرتا تھا۔ لیکن غلطی  
جاسوس اپنے کام کے سلسلے میں کسی مرد پر اعتماد نہ کر سکا۔

بہر حال، سی رات کو ہمیشہ شراب لے کر اس کے کمرے میں جا پہنچی۔ ڈانٹو مریلی  
نے حیرت انگیزانہ میں پلکیں جھپکائی تھیں۔

”آج یہ نئی بات کیوں آؤ؟ آہستہ سے فرمایا۔“

”میں نہیں سمجھی سی میور! وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولی۔“

”پہلے کوئی لاکھ میرے کمرے میں نہیں آتی تھی۔“

”میں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتی ہوں سی میور۔“

”خیر۔۔۔ خیر۔۔۔ کیا تم کچھ دیر یہاں ٹھہرو گی۔“

”جیسا آپ حکم دیں سی میور۔“

”بیٹھ جاؤ۔۔۔“ اس نے کسی کی طرف اشارہ کیا۔

”شکریہ سی میور! ہمیشہ نے کہا اور بیٹھ گئی۔“

”دوسرا گلاس پوتا تو تم بھی سلیٹیں۔ کمرے کا گلاس آج اتفاق سے ٹوٹ  
گیا۔ دوسرا طلب کرنا بھولی گیا تھا۔“

”ڈیوٹی کے اوقات میں نہیں بیٹھی سی میور۔“

”ظاہر ہے! کیسے ہی سکتی ہو۔ میور نے اپنے سے شراب اٹھاتے ہوئے کہا۔“

ایک ہی سانس میں گلاس خالی کر کے دوسرا بھرنے لگا تھا۔

ہمیشہ سوچ رہی تھی کہ ان لوگ اس سے فائدہ کیوں لیتے۔ یہ تو بالکل ایک  
عام سا آدمی ہے۔ فیکل ہوناک جو سکتی ہے۔ انہیں شراب ہار ہو سکتی ہیں۔

لیکن آؤدے نرم ہی ملوث ہوتا ہے۔

دوسرا گلاس خالی کر کے وہ آتھہ دم کی طرف چلا گیا تھا اور ہمیشہ نے



پھر عورت نے رخصتی کلمات ادا کئے تھے اور آواز سے دروازہ بند کر  
تھا۔ غامگی جاسوس تھوڑی دیر تک اسی طرح بیٹھا رہا تھا۔ پھر ٹیپ ریکارڈ  
کا سرچ آف کر کے ٹرفن کالہ پر سے آواز تاہر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

کے کمرے سے آکر ہی تھی۔

”اوہ... چلو گھٹیں! جوزف نے ٹھول کر صحن کا بازو دلوچ لیا۔  
نشت کے کمرے میں روشنی تھی۔ اور چار آدمی گارڈ کی کرسی طرح پٹائی  
کر رہے تھے۔ پورٹیا ایک گوشے میں بھی کھڑی تھی۔ دھن جوزف اور جیمین نے  
ان چاروں پر چھلانگیں لگائیں۔

”تم ہٹ جاؤ... بھائی گارڈو! جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ہم  
دیکھ لیں گے۔ ساتھ ہی اس کا گھوسہ ایک حلقہ آدے کے چبڑے پر بڑا تھا وہ  
اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا۔ البتہ جیمین کو وہ آدمی چٹ کھٹے۔ گارڈو نے جوزف  
کے ٹھوڑے پر ٹکل کرنے کی بجائے جیمین کی مدد کرنی شروع کر دی تھی۔ قریب تھا  
کہ چاروں حلقہ آدہ پست پر جاتے کہ ان میں سے ایک نے رولز ڈال ڈال دیے۔

”اچھے ماتھ رد کو ورنہ دے جاؤ گے“ اس نے دانت میں کر کہا۔ لیکن ٹھیک  
اسی وقت ایک دزدی گلاب اس کے رولز پر لے جاتے پر پڑا اور دیوار اچھل کر  
اور اٹھا۔ جس پر جوزف نے جھانک لگائی تھی۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ رولز  
اس کے ہاتھ میں نظر آیا۔

انڈیرے کمرے سے گلاب سویاٹے پھیکا تھا اور اب روشنی میں آکر اس  
طرح تھی کھڑی تھی نیچے میدان اسی کے ہاتھ رہا ہو۔

”دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ! جوزف سانپ کی طرح پھیکا رہا اور  
اچھے ماتھ اور پٹاٹاٹا۔

چاروں اسے کیسے توڑ نظروں سے دیکھتے ہوئے دیوار سے جھلکے۔  
گارڈ بھی جوزف کو دیکھتا تھا اور بھی ان لوگوں کو۔ اس کا بچلا ہونٹ پھٹ  
لی تھا جس سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔

”دو کبر، تم صافی کارڈو کی خبر دو“ جبین نے کہا  
 ”نہیں!“ کارڈو سر جھٹک کر بولا ”پہلے یہ بتائیں گے کہ یہ کون ہیں اور تین  
 اس کی جرأت کیسے ہوئی؟“  
 اس نے یہ جملہ انگریزی کی جگہ سے اٹھادی میں کہا تھا۔  
 وہ چاروں کچھ دبولے۔  
 ”زبان کھولو دے چاروں یہیں کر دیتے ہاؤ گے۔ کیا تم نہیں جانتے  
 کہ کارڈو کیا آدمی ہے؟“  
 ”مقتدری غیریت اسی میں ہے کہ ان دونوں کو ہمارے معاملے کو دے ان  
 میں سے ایک بولا۔  
 ”یہ اس طرح نہیں دانش گے؟“ جبین بولا ”کیوں نہ ہم ان کے ہاتھ پر  
 باندھ کر انہیں آپس کے معاملے کر دیں؟“  
 ”کارڈو آپس کے معاملے کرے گا؟“ کارڈو نے عقارت سے کہا ”کارڈو اس  
 علاقے کا قانون ہے۔ تم جہازہ بندہ کارڈو ان کی جامہ تاشی نوٹ  
 جبین کے ہاتھ سے پہلے ہی سویا تاشے جھپٹ کر دھوا تاشے کی سسکتی ہوئی  
 دی تھی۔ جبین ان کی جامہ تاشی نیٹے لگا۔ ایک لکے پاس سے صرف ایک بڑا  
 چاقو برآمد ہوا تھا۔  
 ”بتاؤ تم کون ہو؟ اور کس کے لئے کام کر رہے ہو؟“ کارڈو پر ہنچ کر بولا  
 ”میں پھر کہتا ہوں ان دونوں کو ہمارے معاملے کر دو۔ ورنہ پھنساؤ گے۔“  
 ”اگر میٹھے کہا۔“  
 ”تم انہیں کیسے جانتے ہو؟“  
 ”ہم مقتدری کسی بات کا جواب نہیں دیں گے۔“

”اچھی بات ہے تو دفن چرنے کے لئے تیار ہو جاؤ؟“ کارڈو استغنیٰ پڑھا  
 ہوا لگے بڑھا۔  
 ”مظہر جاؤ کھائی کارڈو؟“ جبین بول پڑا۔  
 ”کیا کہنا چاہتے ہو؟“  
 ”اگر یہ دفن کر دیتے گئے تو ہمیں اپنی وہ عقلی نہ معلوم ہو سکے گی جس کی  
 تار پر ہمیں پریشان کیا جا رہا ہے۔“  
 ”یہ بھی شک ہے؟“ کارڈو سر ہانک کر بولا۔  
 ”کیا یہی اچھا ہے کہ ہم اطمینان سے کام کریں؟“ سویا بول پڑی۔  
 کارڈو مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ اس دوران میں کمرے سے غائب رہی  
 تھی اور اب ایک جہت بڑی رستے میں کافی پاٹ اور بیابان اٹھنے کو ہے  
 میں داخل ہو رہی تھی۔  
 ”یہ کیا ہے؟“ کارڈو نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔  
 ”سداقی باقی دوستانہ نفا میں ہو گی۔ یہ چاروں بہت تھک گئے ہیں۔  
 ہمیں کافی پلاؤں کی تلاش ان کے مصائب کا تناؤ کو کم کر دے اور دھک کی باتیں کریں؟  
 وہ چاروں بھی حیرت سے بڑی کو گھور رہے جا رہے تھے۔  
 ”پو! یہ بھی برا خیال نہیں ہے؟“ کارڈو زبردستی سکاڑھ کے ساتھ بولا  
 ”سوہاتے چار بیانیوں میں ان کی اندیشی اور ایک ایک کر کے ان کے ہاتھوں میں  
 شہابی پٹی لٹکی۔“

بوزرف انہیں اب بھی کور کئے ہوئے تھا۔  
 ”کارڈو! یہ بیانیہ تم سے زیادہ عقل مند معلوم ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک بولا۔  
 کارڈو خاموشی سے سویا کو دیکھ رہا تھا۔ پور شیا بھی اس کے قریب

آکھڑی ہوئی تھی۔ لیکن بالکل خاموش تھی۔

وہ چاروں کافی پختہ رہے۔ ذلتاً سلویا نے جوزف کے ہاتھ سے دیرالور  
اپک لی۔ اور تیزی سے دہلاڑ سے قریب جا کھڑی ہوئی۔

”یہ کیا ہو رہا ہے؟“ دفعۃً گارڈو دھاڑا۔

”میں ان دونوں کو ان کے حوالے کروں گی۔ اگر تم نے دخل اندازی کی تو چھا  
مڑ چوکا۔“ سلویا بولی۔

”شاباش! چاروں بیک وقت بولے۔ انہوں نے جلدی جلدی بیاباں خالی  
کردیں اور انہیں ایک طرف رکھ کر جوزف کی طرف بڑھے۔ جی تھے کہ ان کے قدم  
اڑا کھڑا اٹھ گئے۔“

”یہ... یہ...“ لک... کیا؟“ ایک ہلایا اور دھڑام سے فرش پر گر گیا۔ اس  
کے تین ساتھی شاید اسے اٹھانے میں کھٹکتے تھے لیکن انہوں نے اسی پر ڈھیر ہو گئے  
سلویا نے تعجب نہ کیا اور دیرالور جوزف کی طرف اچھالتی ہوئی ناصاف کرنا جوزف  
جہاں تھے۔ جیسے سمجھنے میں غلطی کی تھی۔

”سلویا... سلویا...“ یہ تم کیا کر رہی ہو؟ گارڈو معتدل انداز میں بولا۔

”اس نے کہا تھا گارڈو۔ یہ جی تم سے زیادہ متعلقہ معلوم ہوتی ہے۔ کیا اس  
نے غلط کیا تھا بڑے بھائی؟“

”اگر تم کو ان کا جانتی ہو؟“

”تم یہاں ان پر تشدد کرتے تو یہ بیچ چنگھ کر ساری باتیں کو جگاہ دیتے۔ میں نے  
انہیں کافی میں بے ہوشی دے دی ہے۔ اب اطمینان سے انہیں اپنی دین میں  
لاؤ اور کسی دیرانے کی طرف نکل جاؤ۔“

”سلویا تم گریٹ ہو۔“ جیمین چپک کر بولا۔

میں نے جی! تم کچھ جج جج سب سے زیادہ عقل مند ہو۔“ جوزف نے کہا۔

”لیکن گارڈو کبھی اشتراک نہیں کرے گا کہ میں اس سے زیادہ عقل مند ہوں۔“  
”میں اس رات تو کروں گا اشتراک۔“ گارڈو آگے بڑھ کر اس کا شانہ  
تھپکتا ہوا بولا۔

پھر اسی کے شور سے ہر بے ہوش آدمیوں کے ہاتھ پیر ہانڈے کھٹکتے تھے۔  
سویا نے تھیں گارڈو سر اسر حملے کے بعد دوبار ثابت ہوا۔ چھوٹی سی دین میں  
انہوں نے سفر تکلیف دہ تھا۔ جوزف دیرالور کی دیکھ بھال کے لئے گھر جاتا ہوا  
رک گیا۔ جیمین گارڈو کے ساتھ روانہ ہوا تھا۔

بچ جوتے جوتے وہ ایک دیرانے میں پھنسے تھے۔ جہاں مد نظر میں اپنی  
پہنچی ننگی چٹائیاں بکھری ہوئی تھیں۔ حملہ آوروں کو ہوش آگیا تھا اور وہ انہیں  
گڈی گڈی لگائیاں دے رہے تھے۔

گارڈو نے دین روکی اور انہیں دھکا دے دے کر نیچے گرا دیا۔ اسے یہاں  
خیر خلق پھاڑ پھاڑ کر اس نے تعجب نہ لگا کر کہا۔

لیکن وہ بیک خاموش ہو گئے تھے اور ان کے چہروں سے غور دگی مزیح  
ہونے لگی تھی۔

”تم نے دیکھا گارڈو کے گھر کے نیچے بھی کتنے چالاک ہیں؟“ جیمین نے انہیں  
غلام لگا۔ ”اب بتاؤ کہ تمہیں جاری تلاش کیوں تھی؟“

”تم دونوں...“ ایک آدمی کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

”کوہ جلدی سے میرے سامنے وقت نہیں ہے؟“ گارڈو دھاڑا۔

”تو نماہ نماہ انہوں میں بڑھنے جو گارڈو۔ تم سے چار کوئی جھگڑا نہیں  
ہے۔ وہی آدمی بولی۔“

”تم شاید پاگل ہو۔ کسی کے گھر پر چڑھ کر اُسے قتل کر لوگ“

اُس نے پھر خاموشی اختیار کر لی۔ گاڑو! نہیں گھورتا رہا۔ پھر بولا ”میرے ہاتھوں کی بنیاد دیکھ رہے ہو۔ میں نے اب تک تیرہ قتل کئے ہیں۔ اب شرہ پر مارتی گئے“

”نہیں! چاروں ایک وقت پرلے تھے۔“

”تو پھر بتاؤ کہ تھیں کس نے پھینکا تھا؟“

”کیبیرٹی باڈلی کی الگ تھ۔۔۔“

”اچھا وہ کیا۔۔۔ سارہ کی بیوہ بنی۔۔۔“

”ہاں دہی۔۔۔“

”وہ میرے دوستوں سے کیا جانتی تھی؟“

”ہمیں نہیں معلوم۔ ہمیں تو صرف اتنے سے کام کا حقل ملنا دینا تھا۔“

”کہہ دوں گا کیبیرٹی باڈلی تک پہنچا دیں؟“

”یہ کیبیرٹی باڈلی کیا ہے؟“ جین نے گاڑو سے پوچھا۔

”ایک بنام شراب خانہ۔۔۔ چھوڑنے سے تم کے لٹکوں کا ڈھ“

پھر وہ جین کوں سے کہہ ناخلف پرلے مار کر بولا ”اب کیا کہتے ہو۔؟“

”میں نہیں جانتا کہ سارہ کی بیوہ کیا کون ہے۔ اور ہم سے کیا جانتی ہے؟“

”اسے بھی جینم میں جھوٹو۔ میں پھر رہا تھا کہ ان چاروں کا کیا کیا ہائے“

”چھوڑ دو۔ انہوں نے بتا تو دیا کہ کس کے بھیجے ہوئے تھے۔“

”تم سچ بچہ خریف آدمی معلوم ہوتے ہو۔“

جین نے رات نکال دینے اور گاڑو! اسے گھورتا ہوا بولا ”لیکن میں

ایک تجربہ کار بدعاش ہوں۔ اگر یہ زندہ رہے تو میں دشمنی میں پڑوں گا۔ تنہا

گیا ہوں۔ عرصہ ہوا بدعاشی ترک کر چکا ہوں۔ بنیاد اسے اچھی طرح جانتی ہے وہ سچ سے دس سال پہلے کے گاڑو سے ملنے کی ہمت نہ کرتی۔“

”لیکن اگر یہ اس طرح غائب ہو گئے تو وہ کیا سوچے؟“ جین نے پوچھا۔

”کچھ بھی سوچے۔ لیکن یہ ہرگز نہیں سوچ سکتی کہ میں نے انہیں ختم کر دیا

ہو گا وہ کوسے سے ٹھٹھک پیچھے ہی نہیں۔ کیا سمجھے۔؟“

”سمجھ گیا۔۔۔ لیکن مجھے اس جگہ سے ہٹنا پڑے گا۔ میرا دل بہت کمزور ہے“

گاڑو! اس کے شانے پر ہاتھ مار کر ہنسا تھا۔

”جین! اس کی جائزہ سے دین پر بیٹھا اور اسے تشیب میں آتا رہا گیا۔“

”تو میں پہنچ کر اس نے اپنی نیند کر دیا تھا۔ یہاں سے وہ لوگ اسے نظر نہیں

آ رہے تھے۔“

قریباً آدھے گھنٹے بعد گاڑو تشیب میں اترا تا دکھائی دیا اس کی آنکھیں

کھلی ہوئی چرنی سی معلوم ہوتی تھیں۔ گاڑو! کے قریب پہنچ کر اس نے جین

کو خاموش رہنے اور ڈو! کیوں کرنے کا اشارہ کیا تھا۔ جین نے چپ چاپ جین

کی خاموشی سے گاڑو! جلاتا رہا۔ پھر ایک چھوٹی سی جھیل کے قریب پہنچ کر

گاڑو! نے گاڑو! کی روکنے کا اشارہ کیا۔ وہ اٹھ کر کسی ایسے ہی زندہ کی طرح

بچ رہا تھا جس نے اپنے شکار کو دوڑ پھینچنے کے لئے بہت ہی دھڑکائی ہو۔

”جین! نے گاڑو! کی روکی۔ اور گاڑو! اتر گیا۔ جھیل کے کنارے پہنچ کر اس

نے پڑے آواز اور پانی میں چھلانگ لگا دی۔ دس پندرہ منٹ کے بعد وہ

پانی سے باہر آیا تھا اور پست پست پست پست پست پست پست پست پست

”چلو۔“ وہ آہستہ سے بولا۔

”کھر پھینچنے سے قبل سمجھتا تھا اب اسے اس کا تذکرہ مت کرنا۔“

۔ لیکن ایک بات کی طرف توجہ دانا چاہتا ہوں۔  
”وہ کیا؟“

”ان کی گاڑی تھا وہ گھر کے سڑک پر ہی کس سرچورد ہو گی؟“

”ہیں اس کے لئے سولہ سبکدہ آیا تھا۔ تلاش کی کے دوران میں ایک کی سبب سے گاڑی کی چابی برآمد ہوئی تھی۔ سولہ گاڑی کو ٹھکانے لگا دیا جیڑی۔“  
”جس میں پھر کچھ نہیں ہوا۔ گاڑوں سے کہا کہ وہاں کیا ان کے بارے میں پوچھیں تو نہ کہہ دینا کہ ان سے معلومات حاصل کر کے چھوڑ دیا گیا۔ لیکن نہیں یہ بھی مناسب نہ ہو گا۔ مجھے سوچنے دو۔“

”سیرائیل سچ کہہ گاں کچھ بھی نہیں پوچھیں گی۔ آخر وہ گاڑوں ہی کی نہیں تو ہیں؟“

”روس ہی مگلا ہٹ گاڑوں کے ہڑنوں پر نمودار ہوئی تھی۔  
”جس نے یہ بات نقل نہیں کی تھی۔ وہاں نے کچھ بھی نہ پوچھا۔ البتہ سولہ اپنا کارنامہ بیان کرنے لگی تھی۔“

”میں نے گاڑی نری بار کے سامنے پارک کر دی تھی۔ نہ میرا ہی تھا۔ بارنگلا نہیں تھا۔ پھر جانتے ہو میں نے اسٹیزنگ اور دھڑا سے کاچیشل سان کر دیکھ کے بد کیا کیا؟“

گاڑوں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سر کو متغی جنبش دی۔  
”میں نے اس کی سیٹ پر جاگ سے انسانی کھوپڑی بٹائی اور اس کے اوپر خنجر نیا دیا۔“

”سولہ۔۔۔ سولہ“ گاڑوں پر جوش پیچہ میں ہوا۔ ”تم تو مجھ سے بھی بازی سے گئیں۔“

”مجھے بھی سمجھا اس مسدودی کا مطلب؟“ جیمین نے گاڑوں سے کہا۔  
”یہ ایک ایسے خطرناک گروہ کا نشان ہے جس کا ایک فرد بھی ابھی تک قاتل کی گرفت میں نہیں سکا۔ سولہ میں تمہاری وفایت کی یاد دیتا ہوں۔“

”میرا چھی طرح جانتی تھی کہ اب وہ چاروں ہیٹ کے لئے غائب ہو جائیں گے۔ میرا جانی کچا کام نہیں کرتا۔ لہذا اس کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔“  
”اچھا اگر وہ چاروں اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہوں تو؟“ جیمین نے پوچھا۔

”نا ممکن۔ اس گروہ کے جیسے نہیں ان کی پرزوں کی نمایاں بہاتے ہیں۔  
پوروں کی طرح گھروں میں نہیں گھومتے پھرتے۔“

”یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔“ گاڑوں ہوا۔ پھر تھوڑی دیر کچھ سوچتے رہنے کے بعد کہنے لگا۔ ”مجھے نے نیلی کی جرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ اور کون جانتا تھا کہ تم دونوں کہاں ہو؟“

”یہ بات تو ہے۔“ جیمین نے پر تشریح پلے میں کہا۔ ”موزف اور پوریشیا خاموش تھے۔“

پھر گاڑوں راستہ لئے بغیر ہی باہر مچا گیا تھا۔

دوسری رات کو جانگی ہاوس نے پھر ٹیپ دیکھو پڑاؤ نمودار کر کے میں ہونے والی گفتگو دیکھا کر ڈی تھی اور اب اسے منہ کر سنانے کے لئے اس کے رائٹس کر کے میں لایا تھا۔ اس کے لئے اسے منہ کر سوتے سے جگانا پڑا تھا۔



خود خبر نے اسے ولایت کی تھی کہ جب بھی کوئی گفتگو دیکارڈ کو سے فوراً منسلک نہ ہو  
اسے سوتے ہی سے کیوں نہ جگا تاہم۔

خانگی جاسوس نے ٹیپ دیکارڈ کا سرچسٹ اس کر دیا۔ جہاں سے کھرکھراہٹ کے  
بعد ملانے آواز آئی "کیا خبر ہے؟"

"میرے وہ چاروں آدمی غائب ہو گئے ہوا انہیں تلاش کرنے نکلے تھے۔"  
عدوت کی آواز آئی۔

"کہاں تلاش کرتے گئے؟"

"نہیلی سے اٹھوایا گیا تھا کہ وہ کہاں ہیں۔ اس نے انہیں مینی کارڈر  
کے پاس بھیجوا دیا تھا۔"

"اے۔۔۔ مینی کارڈر۔۔۔ لیکن وہ تو شائد اب شریفی زندگی بسر کر رہے ہیں۔"

"بالکل درست ہے۔۔۔ لیکن نے نیلی نے انہیں وہیں بھیجوا دیا تھا وہ ہیں  
جانتی تھی کہ پرس ہر بنڈا فرائسی ناظم الامور کے سامنے کر دیا جائے۔"

"تو تمہارے آدمی کہاں غائب ہو گئے؟"

"حاصل اب معاملہ سرا ہو گیا ہے۔ جو سکتا ہے کہ وہ چاروں کارڈر

نک پینے ہی نہ ہوں۔ ان کی خالی گاڑی لڑی ہار کے سامنے ٹکری ہوئی مٹی تھی۔"

اور اس کی پھلی سیٹ پر بھیڑیوں کا نشان چھاپا تھا۔"

"بھیڑیوں کا نشان؟" موریل کی آواز آئی۔

"یہی تو شیش کا باعث ہے۔ اگر وہ بھیڑیوں کے ہاتھ لگے ہیں تو کبھی کے  
مر چکے ہوں گے۔"

"سنو! اب بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے انہوں نے سنا۔"

بھیڑیوں کا نشان حاصل کر لیا ہے؟

"اور اب اسی لئے میں الگ ہو رہی ہوں؟ عدوت کی آواز آئی۔

"یہ کیسی بدوقوفی کی بات کر رہی ہو؟"

"نہیں سی نیور! میں ایسے بھیڑیوں میں نہیں پڑتی۔ جو سکتا ہے کارڈر

ہی پر شیدہ طعنے پان کا سرورہ ہوا دیکھا ہر شرفی زندگی بسر کر رہا ہوا ہے  
ایک بھی تو راج گاہ پولیس کے ہاتھ نہیں لگا۔ اس کا یہی مطلب جو سکتا ہے کہ

وہ سب بظاہر شرفی زندگی بسر کرتے ہیں۔"

"شائد یہ گردہ میرے ہی ہاتھوں لٹے۔۔۔ اچھا اب دفع ہو جاؤ۔۔۔"

میں کوئی دوسری تدبیر کوں لگا؟

"تو اب میں اب الگ ہو رہی ہوں؟"

"بالکل۔۔۔ سچ تمہارا معاوضہ پہنچ جائے گا۔ لیکن میرے بارے میں فکر  
تمہاری زبان سے ایک لفظ بھی کسی کے سامنے نہ لکھنا تو نیچے کی تم خود زور ہو گی؟"

"سناں ہی پیدا نہیں ہوتا سی نیور۔ میں حق نہیں ہوں۔ میں جانتی  
ہوں کہ تم بھیڑیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہو! "

"سناں جاؤ۔؟"

"میں ایک بار پھر سامانی چاہتی ہوں سی نیور! عدوت کی آواز آئی۔

خانگی جاسوس اور نیچر ٹیپ نے میں اس طرح خود چوکے تھے کہ انہیں

کہتے ہیں کسی کے دانے کا علم ہی نہ ہو سکا۔ وہ سر جھکائے بیٹھے تھے۔ اور  
موریل ان کے قریب ہی کھڑا انہیں گھورے جا رہا تھا۔ سب سے پہلے نیچر

نظر اس پر پڑی اور وہ کھٹی کھٹی سی آواز کے ساتھ اچھل کر ایک طرف ہٹ  
گیا تھا۔ خانگی جاسوس کی تو کھٹکی بندھ گئی تھی۔

موریل نے ٹھوکر مار کر وہ میزائل دی جس پر ٹیپ دیکارڈر رکھا ہوا تھا۔

”خیر، دو؟“ دفعہ مورہیلی دھاڑا، تم سمجھتے ہو کہ دوسرے نال رہتے ہیں  
میں ابھی تمہیں پولیس کے حوالے کر دیں گا۔ لوگوں کے کہوں میں انکار تک لگ رہا  
کران کی گھنٹا دیا کرانے کا حق تمہیں کس نے دیا ہے۔ بلو جلدی درد گھونٹ  
ہر دم کر ہلک کر دیں گا۔

وہ دونوں خاموش کھڑے تھے۔ انداز کے سینے بولہ کی دھونکنی کی طرح  
چولہا بج رہے تھے۔

”بلو۔۔۔“ وہ نیچر کا گریبان پکڑ کر منہ جھرتا ہوا غرایا۔  
”سس۔۔۔ سی نیور۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔ اسی نے“ وہ غانگی جاسوس  
کی طرف ہاتھ اٹھا کر دیا۔

”یہ کون ہے؟“

”ماڈرڈ ٹیلیفون۔“

”اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ تو یہ تمہیں ڈبل کراس کر رہا ہے؟“ دفعہ غانگی جاسوس  
کو گھسنے لگا ہوا بولا۔

”یہ میری ذمہ داری ہے سی نیور؟“ غانگی جاسوس گھٹکھایا۔

”بکواس ہے! بول کس نے تجھے اس پر اکڑا دیا تھا؟“ سوری نے اس کا  
گر بیان پکڑ کر مٹکا دیا۔

”کے۔۔۔ کسی نے بھی نہیں سی نیور۔۔۔“

اٹا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا اور وہ پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

”یہ زنادقی ہے۔۔۔ زنادقی ہے؟“ نیچر لکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

”عاموشی دہریہ۔“

”اب میں ضرور پولیس کو فون کروں گا۔“ نیچر فون کی طرف براہ راست جا بولا۔

”ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔“ سوری نے پر سکون ہونے میں کہا۔ بروہ راست پولیس چہف  
کے قریب ڈانیں کروا دیا اس سے کہو کہ قانون سوری ہیں ہا دی عاتقوں کی سزا دے  
رہا ہے۔ پچھرا کے باب سے مجھے بھی مطلع کر دینا۔“  
نیچر جہاں تھا وہیں دگ گیا اور اس کی طرف مڑ کر اٹھتا ہوا غانگی جلدی  
جلدی پلکیں جھپکنے لگا۔

”کیا تم لوگ مجھے کوئی بدعاش سمجھتے ہو؟“

”نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ لیکن۔۔۔؟“

”چلو بات کرنا کرنا فرمائو دے؟“ اس نے فون کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

نیچر جہاں کھڑا تھا۔۔۔ وہیں کھڑا رہا۔

”اور تم تھے۔۔۔! کس بنا پر میرے کمرے میں انکار تک لگ دیا تھا؟“

وہ غانگی جاسوس کی طرف مڑ کر بولا۔ ”مجھ سے کوئی غیر قانونی حرکت سرزد ہوئی تھی“

”سس۔۔۔ سب آپ کے مخالف تھے سی نیور! غانگی جاسوس نے

لکپاتی چوٹی آواز میں کہا۔

”تم لوگوں کا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔ میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے۔۔۔“

”لا۔۔۔ نکالو پنا آئیں۔“

”کے۔۔۔ کیا۔۔۔ مطلب؟“

”میں اسے مسخ کرادوں گا۔۔۔ اور تم جھپک ڈالتے پھر دے گا۔“

”ہم نہیں جانتے آپ کون ہیں؟“ نیچر لکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

”پوچھو۔۔۔ کرنا فرمائو دے؟“ وہ پھر فون کی طرف ہاتھ اٹھا کر دھاڑا۔

”ہم پوچھ رہے ہیں۔۔۔ اب میں صاف کر دیتے؟“

”اس جہاں نکالو ٹیپ ریکارڈ ہے اور میرے حوالے کر دو؟“

”بب۔۔۔ بہت اچھا سی نیور،“ مانگی جاسوس جلدی سے بولا اور فرش پر بیٹھ کر اسپول نکالتے لگا۔

”سیرے سطلے میں اپنی زبانیں بھی بند رکھنا،“ موریلی فرمایا۔

”بہت بہتر۔۔۔ بہت بہتر۔۔۔ ہمیں علم نہیں تھا کہ آپ اتنے معزز آدمی ہیں ایک بار پھر معافی چاہتے ہیں سی نیور۔“

”معاف کیا۔“ موریلی نے مانگی جاسوس کے ہاتھ سے اسپول لیا اور دبر نکل گیا۔

وہ دونوں کھڑے احمقانہ انداز میں ایک دوسرے کی شکل دیکھے جا رہے تھے۔

سانہ دی بوہ نینا اپنی جھوٹی فیاٹ فرانسیا کی کپاؤ ڈیسے سڑک پر نکال لائی۔ وہ کس قدر خوفزدہ بھی تھی۔ جلد باز جلد اپنے شکلے پر پہنچ جانے کی کوشش کرنے لگی۔

اس کا شوہر خیر کے دماغ لوگوں میں سے تھا۔ اس کے کئی تھار خاندانہ مختلف علاقوں میں قائم تھے۔ کئی سال پہلے ایک بڑے جھگڑے کے دوران میں اس کے گولی لگی تھی اور وہ ختم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد نینا نے کاروبار سنبھالا۔ یہ تیس اور بیس کے درمیان رہی ہوگی۔ تندرست اور خاصی دلکش عورت تھی۔ کاروبار کو اس نے ایک بڑے شراب خانے کی شکل میں محدود کر لیا تھا۔ تھار خاندانہ بڑا دینے لگے۔ البتہ مبغلوں کے توسط سے منشیات کی غیر قانونی تجارت ساری

کاری تھی۔ ساتھ ہی وہ اپنے ایکٹروں کے ذریعے دوسروں کے غیر قانونی کام بھی کرتی تھی اور اس کے لئے ضرورت مندوں سے خاصی اچھی رقم وصول کرتی تھی۔ ڈائریکٹوری کو وہ اپنے طبقے کے ایک ایسے دیہات کی حیثیت سے جانتی تھی جو بس پردہ رہ کر ہنسے بڑے جرائم کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں وہ اس سے پہلے بھی اس کے لئے کئی جرائم کی چکی تھی اور سادھنے لی بڑی بڑی دولتوں کے اس کے منیک بیس میں دبیع اضافہ کیا تھا۔

لیکن اس وقت وہ ڈائریکٹوری سے خوف محسوس کر رہی تھی۔ کبھی گلا باندھنے کی خبریں کر سوریلی کی آواز میں اسے کوئی خاص بات محسوس ہوتی تھی۔ لیکن وہ اسے کوئی نام نہ دے سکی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ تھ موریلی کو اس کی بات پر یقین نہیں آیا۔ لیکن یہ وہ سمجھ رہا ہو کہ نینا نے اسے ڈبل کراس کیا ہو۔ دوسری پارٹی سے بھی کچھ رقم وصول کر کے بات بنا دی ہو۔ پہلے تو اسے صرف ”بیڈیوں“ کا خوف تھا۔ لیکن اس وقت موریلی کی طرف سے بھی مددشات میں مبتلا ہو گئی تھی۔

اس نے کئی بار سوچا تھا کہ اب اسے صرف قانونی طور پر شراب خانہ ہی چلانے میں محدود ہونا پڑے گا۔ لیکن اس کے شوہر کے زمانے کے کاروبار سے اسے غیر قانونی برنس سے دستکش نہیں ہونے دیتے تھے۔

سنان سڑک پر اس کی گاڑی فراموشی بھرتی تھی۔ سمیرٹی باؤلی کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ رات کا چھپا چھپا تھا۔ اور سڑکوں پر اتنا کم ٹریفک تھا کہ انہیں سنان ہی کی جا کا سکتا تھا۔ دھنسا ایک موٹر پر ایک گاڑی اس کی راہ میں حاص ہو گئی۔ اگر اس نے فوری طور پر بڑے بڑے نگاہ نہ جوتے تو نہ وہ بھٹنے میں کوئی کسر نہیں دے گئی تھی۔ گاڑی کچھ ایسے ہی طریقے سے

کی گئی تھی کرنا سترک گیا تھا۔ ایسا تک اسی گاڑی سے دو آدمی کو روکے اور  
نیتا کے سر پر مسلط ہو گئے۔ ایک کے ہاتھ میں ریلیاں تھیں۔

"انجن بند کر دے اور پھری گاڑی میں بیٹھ جاؤ" دیکھا اندر لے گیا۔  
"اچھا" نیتا سر ہلے۔ مگر وہی۔ حالانکہ دل ڈوبنے لگا تھا۔ لیکن وہ  
اپنے رویے سے خوف ظاہر نہیں کرتے دینا چاہتی تھی۔ وہ چپ چاپ اپنی  
گاڑی سے اتر کر سنے والی گاڑی کی طرف بڑھی۔ پچھلی سیٹ کا دروازہ اس  
کے کھلے کھنکھایا تھا۔ ارورہ اندر بیٹھ گئی۔ ایک آدمی پیٹے ہی سے پچھلی سیٹ پر  
موجود تھا۔

گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ نیتا خاموش بیٹھ رہی۔ تھوڑی دیر بعد اس  
نے کہا: "کیا میری گاڑی وہیں ٹھہرا رہی ہے؟"

"نہیں اور بھی پیچھے آ رہی ہے۔" جواب ملا۔

"تم جانتے ہو میں کون ہوں؟" نیتا سر ہلے۔

"ہیں ایسے لوگ سے سرکار نہیں جن سے جان پہچان نہ ہو۔" جواب ملا۔

"تم جانتے ہو! لیکن میں تمہیں نہیں جانتی۔"

"تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔"

"کہاں جانا چاہتا ہے؟"

"انجینیئر خود ہی دیکھ لو گی۔"

"پچھلے ایک سال سے میرا کسی سے بھی جھگڑا نہیں ہوا۔" نیتا نے کہا۔

"جہم مبلغ معافی کرانے والے نہیں ہیں۔" اس کے قریب بیٹھے ہوئے

آدمی نے کہا: "تم کیا سمجھ رہی ہو؟"

"کچھ بھی نہیں۔" نیتا نے ہار دیا۔

پھر بقیہ راستہ خاموشی سے طے ہوا تھا۔ اور گاڑی ایک جگہ ٹھہر گئی تھی۔

"چلو اترو۔ قریب بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

نیتا نے سڑک دیکھا۔ دور کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹ نظر آ رہی تھی۔ یہ شاید  
اسی کی گاڑی تھی۔

وہ نیچے اتر گئی اور تیز آدمی اسے رستے میں لے کر ایک صاحب بیٹھے  
لے گیا۔ ایک کے ہاتھ میں ٹارچ تھی جس سے وہ راستہ دکھانا چاہ رہا تھا۔ چاروں طرف  
سیر کر کے اور سڑک کی علامتیں دیکھ کر وہی کوئی دیر نہ تھا۔ پھر راستوں کے گزرتے  
ہوئے وہ ایک چوٹی کی سڑک میں داخل ہوئے تھے۔ ایک بڑے کمرے میں کچھ لوگ  
بیٹھ روکے تھے۔

"بیٹھ جاؤ۔" قریب کے آدمی نے نیتا کو ایک اسٹول کی طرف دھکیلتے  
برسے کہا۔

وہ چپ چاپ اسٹول پر بیٹھ کر انہیں گھورنے لگی۔ دفعتاً ایک آدمی نے آگے  
بڑھ کر اس کے ہاتھ سے بیگ چھین لیا اور اس کا زپ کھول کر دیکھنے لگا۔

"اورہ... پستول۔" خائیا اس میں سیگنلر بھی موجود ہو گا؟ اس نے منہ پر  
اڑھنے کے سے انکار میں کہا۔

"میں کوئی قانون یاد نہیں ہوں کہ تمہیں میرے بیگ میں کیا آپ کا راز  
نے گا۔" نیتا تلخ لہجے میں۔ "میں جانتے ہوں اب اس کا خوف دور ہو چکا تھا  
تو اب بھیڑیوں میں سے تو نہیں معلوم ہوتا ہے؟ وہ سوچ رہی تھی۔

"جتنی گاڑی کہاں ہے؟" وہ خندہ ایک آدمی نے اسے گھورتے ہوئے سال لیا  
"میں کیا ہوں؟"

"یہ کچھ اس ہے۔ تمہارے ٹرانسمیٹر کو کوئی کلاس کیا ہے۔"

یہ بکواس ہے۔ خود میرے چار آدمی ہی پکڑ میں شائع ہو گئے۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتی کہ گاؤں کا تعلق بھیجے ہو۔ درندہ میں اس کام میں ہاتھ ہی نہ ڈالتی۔  
"بھڑوں کا نشان کوئی بھی بنا سکتا ہے۔"

"میں نے ایک بار کہہ دیا کہ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔"  
"اگر تم نے اپنی زبان دکھائی تو ہم تمہاری انتہا کر دیں گے۔"  
"تو تم میری کس آدمی ہو؟"

"پھر تم کیا سمجھتی ہو؟"

"میں اسے بڑا سمجھتی ہوں، اگر میں نے میرے ساتھ اس قسم کا برتاؤ دیکھا۔"  
"دوسرے جی اٹھے، اس کے گال پر پتھر پڑا، اتوار اور اسٹوں سے نیچے گرتی تھی۔ دفعتاً دروازے کی طرف سے آواز آئی۔ اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ ورنہ قید کر کے رکھ دوں گا۔"

"وہ بکواس کر رہے۔ دھندلی روشنی میں وہ اس کا چہرہ صاف طور پر نہ دیکھ سکے۔ لیکن ٹائی ٹن تو انہیں صاف نظر آ رہی تھی۔ غیر ارادی طور پر ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے۔"

"تمہارا چوتھا ساتھی تو ایک محفل بھی برداشت نہ کر سکا۔ باہر بے ہوش پڑا۔  
"چھ ٹائٹن دھندلے گئے۔"

"خینا سنبھل چکی تھی۔ وادو کے بارے میں اس نے انداز لگایا کہ اٹالوی  
"اس کے بعد وہ خود بھی اٹالوی نہیں ہو سکتا۔ لکچر عربوں کا ساتھ۔"

"ست۔۔۔ تم کوئی چور؟" ایک آدمی ہلکایا۔

"سانر کا ایک دوست، جو اس کی بیوی کو بچہ نہیں برداشت کر سکتا  
"نہایت اوجھڑا جاؤ۔ میرے قریب۔۔۔ اور تم تیوں مڑو اور دیوار سے لگ

رکھو۔ بڑ جاؤ۔"

"خینا نے خاموشی سے تمہیں کی سی۔ خینا وادو کے قریب کھڑی اسے  
حیرت سے دیکھ جا رہی تھی۔ نہ آواز شامسا معلوم ہوتی تھی اور نہ شکل ہی  
سے پہچانا جاسکا تھا۔"

"تم ان کے ساتھ ہو رہا تو مناسب سمجھ کر وادو نے ٹینٹے کہا۔  
"میں ان کی موت چاہتی ہوں۔ مینا دانت ہیں کر لولی۔"

"ایک بار پھر سہجنا کو۔"

"اگر یہ زندہ ہے تو میری فرار ہو جائے گا اور میں اس سے انتقام نہ لے  
سکوں گی۔" خینا نے کہا اور بصیٹ کر پناہ لگ اٹھا۔ دوسرے جی اٹھے  
اس سے یستوں نکل آیا تھا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ غنیمت گڑ گڑانے لگے۔"

"جاری طرف مڑ جاؤ؟" خینا فرمائی۔ اور وہ بدستور ہاتھ اٹھائے ہوئے  
ن کی طرف مڑ گئے۔۔۔ چہ در چہ تین نامہ ہوئے اور تین لافیں بے بددیگر  
فرش پر گر گئیں۔

"میا۔۔۔ بہت۔۔۔ پیرتلی ہوا؟" خینا ہلکایا۔ "تینوں کے دل جھپڑ گئے"  
"چوتھا کہاں ہے۔ جو میری گاڑی لایا تھا؟"

"باہر ہے۔۔۔ اب کیا ہے جوش کر بھی نہیں بھرتگی؟"

"ہرگز نہیں۔"

"تمہاری مرضی؟"

"کچھ نہیں مانتے بے ہوش آدمی کی کٹھنی پر پستول رکھ کر مار کر دیا تھا۔"

"الجزاری ہبل انسان اللہ کی پناہ چاہتا ہے۔" خینا بھڑکی ہوئی آواز میں بولا

”گاڑیاں کہاں ہیں؟ مجھے رشتے کا اٹھانہ نہیں ہے۔“  
”میرے پیچھے جلی آؤ۔“ نور الدین نے کہا۔

”وہ گاڑیوں تک پہنچتے تھے لیکن دنیا کو تیسری گاڑی کہیں دیکھا ہی نہ تھی۔“

”نت۔۔۔ تمہاری۔۔۔ گاڑی کہاں ہے؟“ نینا نے پوچھا۔

”میں تو شروع ہی سے تمہاری گاڑی میں رہا ہوں۔ جب تک میری باتوں سے لڑا گیا کہ نہ رونا نہ جھپٹنا۔“

”تاہن۔۔۔ میری گاڑی اتنی بڑی بھی نہیں ہے کہ مجھے پچھلی سیٹ کی ضرورت ہے۔“

”پچھلی سیٹ اس میں ہے کہاں۔ پچھلی سیٹ کی بگڑ تو میں خود رکھا ہوا تھا یہ دیکھو؟“ اس نے گاڑی کے پچھلے حصے میں روشنی ڈالی۔ نینا کے صدمے سے حیرت

زور سے آواز نکلتی تھی۔

”کیا میں اتنی ہی ناخلاق رہی ہوں؟“ اس نے بالآخر کہا۔

”جیسو گاڑی میں دروازہ پر کھڑا ہے کہیں سے کوئی اور ٹپک پڑے۔“

نور الدین بولا۔

”تم ہی ڈرائیو کر دو گے۔ مجھ میں تو اب سکت نہیں ہے۔“

”بالکل۔۔۔ بالکل۔۔۔“

کئی گفتگو میں سرحد تھی۔ اجنبی نے انہیں اسٹارٹ کیا اور گاڑی حرکت

میں آگئی۔

”جیتے نہیں پہنچے کہیں نہیں دیکھا۔“ نینا کہہ کر دیر بد بولی۔

”سافر نے کبھی تمہارے ایجنسی کے ممبران کا ذکر ضرور کیا ہو گا نہ؟“

”مجھے تو یاد نہیں پڑا۔“

”میری بات سنو۔“ اس نے گھبراہٹ سے کہا کہ اس نے جیسو کے دوست کا ذکر اپنی میری سے نہیں کیا۔

”لیکن تم میری گاڑی میں کیوں تھے؟“

”مجھے معلوم تھا کہ تم خطرے میں ہو۔“

”کہیں تم وہ ایرانی تو نہیں جو میں کا قیام سنی گارڈ کے یہاں تھا؟“

”نہیں کسی ایرانی کو جانتا ہوں اور نہ جسنی گارڈ کو۔“

”سوال تو یہ ہے کہ تمہیں علم کیوں کہ ہوا اس خطے کا۔؟“

”قبلہ سے سنا ہے بہت اچھے بارے میں۔“ نینا۔ یہ فرض اتفاق۔ جسکے میں

نے کسی جگہ اپنا چاند کی گفتگو کی تھی۔ کسی نے انہیں تمہاری غلطی پر اسرار کیا

تھا۔ میں چرمی نے انہیں چاند کی گفتگو کی شروع کر دی تھی۔“

”تم پہلے کبھی مجھ سے کہیں نہیں ملے۔“

”میں جنور میں رہتا ہوں۔ پہلے بچہ ایک کام سے آیا تھا۔“

”بہر حال اس اعداد کا بہت بہت شکریہ اتم اپنی خاموشی کی میں رکھ دو۔“

”شہر میں کسی کی فکر ہو گئی تو راحت میں پڑا گئے۔“

”اس پر اجنبی نے ایک اور بات کہہ کر تھمہ لگایا۔“

”کیوں اس میں بچہ کی کیا بات ہے۔“

”ارے سنی گارڈ کی ہے؟“ اجنبی اجماعاً انداز میں بولا۔

”کیا مطلب؟“

”کھونا ہے۔ گارڈ کی خاموشی۔ میں نے اپنے بیٹے کے لئے خریدی ہے۔“

بالکل اسلی معلوم ہو رہی ہے۔“

نینا نے بائیں ہاتھ سے اس کی گود میں رکھی جوتی خاموشی اور غصہ

میں ہنس پڑی۔ ”بہت چالاک معلوم ہو رہے ہو۔“

”دھماکے دار کے کھیل نہیں کھیلتا۔ صرف چاقو سراسر اساتذی ہے۔“

"مجھے بلکہ فرزندہ مت کرو۔۔۔ اچھا اس بات کو"

"یہ نام ہے۔۔۔ بچہ جو پیدا ہے۔ شاید تم بھی میری طرف سے جرحہ کے  
جو۔ ناشتہ کرو اور سو جاؤ۔ میں شراب کو پی پیتے ہوئے"

"دنیا کا کوئی مہمان شراب نہیں پیتا" اس نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"میں نہیں بھی"

"مہمان شراب نہیں پیتا"

"بڑی عجیب بات ہے"

"سائرس بھی نہیں پیتا تھا"

"نہیں تک کہ بیٹا تھا تو پینے لگا تھا"

"بہر حال میں نہیں پیتا۔ اور ابھی تک کہ بھی نہیں بیٹھا ہوں"

"کیا کرتے ہو؟"

"مشرق وسطیٰ سے خشیش لانا ہوتا ہے"

"خطرناک کام ہے"

"ناشتے کی میز پر اس نے مہمان کو اپنی کھانا کی سانی تھی۔ اور وہ سر ہلکے

ہوتا تھا۔ ہوسکتا ہے۔ وہ کالا آدمی کوئی قہر لادہ ہو۔ بہتر ہے اگر ملحقہ شہزادے

گناہ میں عیاشی کرنے پر پور آتے ہیں"

"جہنم میں جائے۔ میں تو اب سوریہ میں ہے پٹنا جا رہی ہوں"

"وہ آخر فرانس میں کیوں چھپا بیٹھا ہے"

"فرانسیس میں کوئی غیر روڈین داخل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہو سکتا ہے۔"

"وہ کالا آدمی اتنا ہی خطرناک ہو کہ اسے نوکیلا کارخ کرنا پڑا ہو"

"ہاں۔۔۔ یہ ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آتی"

"ہم نے عجیب معلوم کرنے پر۔ تمہارے کہ سے یہ بھی نہ چھپا کر کہہ دیا تھا"

"جی۔۔۔ دوسروں کے فیصلے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ اگر اتفاقاً تمہارے

نام میں کی زبان سے نہ سنا ہوتا تو اس وقت سین سے بڑا سوراخ ہوتا۔ مہر حال۔۔۔ ترخو

مناسب سمجھو گی تو قلعہ سنا دو گی"

"اطمینان سے سناؤں گی۔ تم کہاں ٹھہر رہے ہو"

"ایک گھنٹہ سے برٹل میں۔ زیادہ مالدار نہیں ہوں"

"اب تم میرے مکان پر"

"نہیں پتہ۔۔۔ میں بدلہ نہیں چاہتا" اس نے در داک آواز میں کہا۔

"تم میرے جیسے تو میرے دوست ہو۔ بدلہ کیا۔ اور پھر مجھے اس وقت سہارے

کی ضرورت ہے۔ میرے سب آدمی ناکارہ ہیں"

"اگر یہ بات ہے تو میں تیار ہوں"

"نیٹا ابھی تک واضح طور پر اس کی شکل نہیں دیکھ سکی تھی۔

شہر پہنچتے پہنچتے تاریکی ملگئی۔ جو کچھ تھی اور جو بڑی خوشگوار

تھی۔"

شراب خانے کے چوکیدار نے یہاں تک کھولا اور گاڑی سڑت میں داخل

ہو گئی۔

شراب خانے کے عقب میں رانکش کر رہے تھے۔ نیٹا اجنبی کو اپنے ساتھ

اندھ لیتی چلی گئی۔ پھر وہ اسے غور سے دیکھنے لگی تھی۔ اگرچہ اسے پر حاکم نہ

بڑی رہی جو قریب قریب سٹارٹ لگتا۔ چہرہ دکھن تھا۔

"میری سمجھ میں آتا کہ اس طرف تہہ ہے اس اسٹان کا ہر جکانہ"

وہ کہہ دیا اور ہلکا۔

”وہ کیا؟“

”جیب موریل کے اپنے آدمی موجود تھے۔ تو پھر اس نے تمہاری خدمات کیوں حاصل کیں؟“

”اس لئے کہ معاملہ ایک صورت سے پہلے کا تھا۔ اس سے میں نے تنہا ہیٹ لیا تھا۔ جیب یہ معلوم ہوا کہ جینی کا رڈو اب ان دونوں کا میزبان بن گیا ہے تو مجھے کچھ سخت قسم کے لوگوں کا انتظام کرنا پڑا تھا۔ اور اب یہ سرچ رہی ہیں کہ گارڈو بہت سخت ہے۔ وہ چاروں دایس نہیں آتے۔ اب سرچتی ہوں۔ کہیں گارڈو ہی بھیڑیوں کا سربراہ نہ ہو۔“

”ہو سکتا ہے؟“ عبد امتان سر ہل کر بولا۔ ”تاہم ہر جانے والے بعض اوقات کسی نامی مقصد کے تحت اپنی توہم کی پہچانی کراتے ہیں۔“

”اگر یہ بات ہے تو میں خطرے میں ہوں۔ موریل کی توفورہ برابر بھی پڑا ہے نہیں؟“

”اگر تم بھیڑیوں کی وجہ سے پریشان ہو تو مجھے اس پر غور کرنا پڑے گا کہ تمہاری پیش کش قبول کروں؟“

”میں نہیں سمجھی۔“

”یہیں تھوڑے دس آجڑوں؟“

”جیسے جیسے درست ہوگی۔ سینکڑی کی ٹامی گن یا چاقو سے لاہ نہیں چلے گا۔“

❖

❖

جینی کا رڈو کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اور آنکھیں ملتھڑی سے ابلی پڑ رہی تھیں۔ اور وہ مسلسل شہتہ جا رہا تھا۔

”جینی کا رڈو تم بتاتے کیوں نہیں کیا تھا۔ بوزف نے جوائی برنی آواز میں پوچھا۔ اگر جان کی بازی لگانی ہو تو مجھے مت بھولنا۔ میں تمہارے لئے تیرے منہ میں بھی ہاتھ ڈال سکتا ہوں۔“

”کاش وہ کوئی مرد ہوتا۔ گارڈو شہتہ شہتہ رک کر بولا۔

”کس کی بات کر رہے ہو؟“

”اسی کتبائینا کی۔۔۔ منہ نیلے کو اس نے بری طرح دھمکی کر دیا ہے۔“

”میری دوسرے اس نیک دل محدث نے بڑی تکلیف اٹھائی ہے۔ آخر میں اس کے لئے کیا کردی؟“

”مکاتم بیچ بیچ پڑے ہو؟“

”نہیں جینی کا رڈو۔۔۔ میں پوس نہیں ہوں۔“

”تمہارا ساتھی کہاں گیا؟“

”ظاہر ہے کہ وہ قاتلوں کے ہڈیوں کے لئے یہاں آیا تھا۔“

”تم کیا کرتے ہو؟“

”ہم دونوں ایک ہی فرم میں ملازم ہیں۔“

”سویا خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ دھنسا بول پڑی۔ اسرافت

کا کیا رد عمل راجو میں نے ان کی نگاہوں میں بتایا تھا۔“

”تم نے دوسری دفعہ دی میں ڈال دیا ہے سویا۔“



”دشواری میں ڈال دیا ہے؟“

”ہاں۔ یہ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ میں بھی اب اسی خونخوار گروہ سے

تعلق رکھتا ہوں۔“

”خدا یا! وہ اچھل پڑی؟ اس کا تو دھیان ہی نہیں آیا تھا مجھے؟“

”لیکن سہرا خیال ہے کہ شاید یہ بات نینا سے آگے نہ بڑھے۔ وہ کسی سے

بھی استراحت نہیں کرے گی کہ اس کے آدمی مجھ پر چڑھاؤ کرنے لگے تھے۔ میں نے

اس پیشے سے علیحدگی ضرور اختیار کر لی ہے۔ لیکن میرے درست اب بھی

اسی سیٹھ کے کھلاڑی ہوں۔“

”میں سوچ رہا ہوں کہ اس سے نیلی کا انتقام کیسے لیا جائے۔“ جوزف بولا۔

”تم ایک عورت پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتے؟“ سولیانے گارڈو سے کہا۔ لیکن

میں تو اس سے نمٹ سکتی ہوں۔“

”خیر! اس کی ضرورت نہیں۔ میں خود دیکھ لوں گا۔“

اسی گفتگو کے دوران میں جیمین آگیا۔ جوزف کی زبانی نے نیلی کا حال س

را کر اس نے بھی یہی کہا تھا کہ اس سیٹھ میں ضرور کچھ دیکھ جوتا چاہیے۔ پھر وہ

گلاڈو سے کیمرٹی ہاؤل لا پتا پوچھنے لگا تھا۔

”کیوں۔۔۔ تم کیا کر دے گے؟“ جیمین گارڈو نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”سب سے پہلے تو میں یہ دیکھوں گا کہ نینا کی عمر کیا ہے؟“

وہ بدوقت کی باتیں مت کر۔ اور لی امان گھر ہی تک محدود رہنے کی کوشش

کر دو۔“

”مجھے وہ لوگ نہیں پہچان سکیں گے۔ البتہ جوزف بھی ساتھ ہو تو شاید

دونوں ہی مدد سے جاتیں۔“

”گاڈرمی کے بغیر بھی مارا جاؤں گا۔“ جوزف نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

بات وہیں ختم ہو گئی تھی اور دونوں اپنے رہائش گھر میں آ گئے تھے۔

”کیا خبر لائے ہو؟“ جوزف نے آہستہ سے پوچھا۔

”تباہی کا سوا کوئی سمبھراؤں میں دیکھ کر رہا ہوں۔“

”پہنچ گئے وہاں تک؟“ جوزف خوش کر بولا۔

”وہ تو شاید نینا کے مدد سے تک پہنچ گئے ہیں۔“

”کیا مطلب؟“

”دونوں اس طرح پنس پنس کر باتیں کر رہے تھے جیسے برسوں کی بان بچاؤ

ہو۔“

”اس سے تو پھر بھی بولنے لگتے ہیں۔“

”بس بس! زیادہ بکواس مت کرو۔ ہم یہاں جھک رہے ہیں۔“

”تم سے بات ہوئی تھی۔“

”ہوئی تھی! لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس ہدایت پر عمل کیا کیسے ہو؟“

”کیوں ہدایت؟“ اچھے بھی بتاؤ۔“

”انہوں نے کہا ہے کہ سنی گارڈو کو یہ مکان خالی کر کے کہیں اور بھیج دینا

چاہیے۔ وہ خطرے میں ہے۔“

”اس نے کہا ہے تو شاید ہی ہو گا۔“

”لیکن میں اسے یہ مشورہ کیسے دوں وہ مجھ سے کچھ لگا کہ میں اس نیچے پر

کیوں کر پہنچاؤں۔“

”ہاں! یہ بات تو ہے: ہم نو مہینوں کی سڑکوں اور ٹریکوں تک سے رات

نہیں ہیں۔“

انکار ڈرو پر کوئی بڑی مصیبت آئی تو ہم بھی اس سے متاثر ہوں گے بلکہ میں  
 کہنا چاہیے کہ وہ مصیبت بھی اس پر پاری ہی وجہ سے آئے گی۔  
 "واقعی اس پر تجدی گئی ہے خود کرنا چاہیے لہذا قہیلے سے نکالو میری توہین۔  
 "بوتوں میں گھس کر خود کرو گے۔" ہمیں پہاڑ کھانے والے بچے میں لڑنا۔  
 "میری عقل بوتوں میں رہتی ہے۔"  
 "جس نے قہیلے سے تین توہین نکال کر میرے پر رکھ دیں۔  
 "اب میں تمہیں کوئی اچھی سی تدبیر بتانے کی کوشش کروں گا۔"  
 "تم تدبیر بتانے کی کوشش کرو گے۔" ہمیں نے غصہ سے انکار میں کہا۔  
 "ہاں... ہاں... تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟"  
 "بروز نے" "بوتوں احتیاط سے اپنے قہیلے میں رکھ دی تھیں۔" ادا میری بوت  
 کے لئے کہ ہر نشت کے کمرے میں آگیا تھا۔  
 "آڈ... کچھ دیر نشل رہے۔" اس نے گارڈ سے کہا۔  
 "اور پھر اسی نشل کے دوران میں جورف نے" "بھڑوں" "لاڈو کھڑ دیا۔  
 "تم مجھے ہرگز نہیں کوئی نہیں جانتا۔"  
 "ہاں! وہ ابھی تک پہنچانے نہیں جاسکے۔ ان کا ایک آدمی بھی گرفتار نہیں  
 ہو سکا۔" گارڈ نے غیل سانس لے کر کہا۔  
 "تب تو پھر تمہارا مسئلہ ہیٹ بڑا خطرہ موجود ہے۔" انہیں مژدہ ہم پر  
 ہانے گا کہ کسی نے ان کا نشان استعمال کیا ہے۔  
 "ہی ہی تو یہی سوچتا رہا ہوں۔"  
 "یہ ابھی بات ہے کہ نینا تمہیں اس گروہ سے متعلق سمجھ کر تم سے مرعوب  
 ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر ان لوگوں نے تمہیں گھیر لیا تو کیا کرو گے؟"

"تم تو ہی سب کچھ کبہ رہے ہو۔ جو میں سوچتا رہا ہوں۔" وہ جین آدمی  
 معلوم ہوتے ہوئے۔  
 "ایسا نہ ہوتا تو اس بے وقوف ایرانی کا ہادی کارڈ جا کر کیوں جیسا جاتا ہوتا۔  
 مجھے ان بچیوں کی وجہ سے تنویش ہے۔"  
 "تمہاری تنویش درست ہے۔ میں بھی انہیں کے متعلق سوچتا رہا  
 تھا۔"  
 "تو پھر کیوں انہیں کسی محفوظ جگہ بھیجاؤ؟"  
 "میں یہ سوچ رہا تھا کہ انہیں نہیں رہے گی۔"  
 "اچھا تو پھر تم بھی کسی محفوظ مقام پر پہلے چلتے ہیں۔"  
 "میلان چھوڑ کر جھانگتے ہوئے مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا۔ میں بہر حال —  
 جی ٹی گارڈ چلی۔"  
 "بچیوں کا تحفظ ضروری ہے۔ کیا تمہاری انا ان سے زیادہ قیمتی ہے؟"  
 "ہرگز نہیں! میں قصور بھی نہیں کر سکتا۔"  
 "تب پھر یہاں سے نکل چلنے کی تیاری کرو۔ کوئی محفوظ جگہ ہوگی۔"  
 "تمہارے ذہن میں؟"  
 "بہتری چلی۔"  
 "بات سننے پر گئی تھی اور جورف نے ہمیں کراہی کا سیاہی کی اطلاع  
 دیتے ہوئے کہا تھا۔" بس ایک غلط بات کہہ دی تھی میں نے۔ اس کی بھی اطلاع  
 دے دوں تمہیں۔"  
 "کیا بات تھی؟"  
 "میں نے تمہیں یہ بتا دیا تھا۔ حالانکہ تم نے ایرانی ہوا رنہ جو قوت۔"

”انہوں نے کہا تھا: جسین انہیں نکال کر دلا۔“

”نہیں! ہم دونوں تنہا تھے۔“

”تو ٹھیک ہے۔“

”بہر حال! وہ تیاری کر رہا ہے۔“ ٹھوڑی دیر بعد ہم یہاں سے کہیں اور چلے  
جاؤں گے۔ میری بوتل ختم ہو گئی اس پیکر میں ہنڈا گل چار لانا۔

”شاہد مکان میں مانی کر گئے ہیں۔“

”تم نے پڑوسیوں سے کیا معلومات حاصل کی ہیں؟“

”سید نے لاطینی لائبریری ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں گئے ہیں؟“

”سب تو معلوم کر۔ ضروری نہیں کہ کسی کو بھی معلوم نہ ہو۔“

”بہت اچھا سی ٹور ہے۔“

”وہ چلا گیا اور نینا سے عبد المنان سے کہا: ”جسٹ ٹکارڈو اپنے وٹن سیت

فابج چو گیا۔“

”اوہ۔۔۔ جب تو تھا رابرٹیل درست بھی ہو سکتا ہے۔“

”کونسا خیال؟“

”یہی کہ جسٹ ٹکارڈو کا تعلق بیڑوں سے بھی ہو سکتا ہے۔“

”ضروری نہیں ہے۔“

”بالکل ضروری ہے۔ اچھے آدمیوں کی گاڑی میں بیڑوں کا نشان دیکھ کر تم

اسی نتیجے پر تو پہنچو گی کہ ٹکارڈو بھی انہی سے تعلق رکھتا ہے۔“

”ساتنے کی بات ہے۔“

”ہزارہ غائب ہو گیا۔ اور اب شاید وہ تھوڑی زبان ہیشہ کے شے بند کر

دینے کی کوشش کرے۔ تم کسی کو بھی نہ بتا سکو کہ تم کم از کم ان میں سے ایک

آدمی کو جانتی ہو۔“

”تم بہت جلد شاخہ اخذ کر لینے چو۔“

”اگر میرا فون ایسا نہ ہوتا تو کبھی کاہوا جاسکتا ہوتا۔ لیکن مجھے ان بیڑوں کا

تجربہ نہیں۔ ان کی تنظیم زیادہ پرانی تو نہیں معلوم ہوتی۔“

”ایک سال سے زیادہ عمر نہیں ہے لیکن پچیس کی ایک سال ایک صدی معلوم

نینا اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی اس کی سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا  
تھا۔ کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ ساڈو کے پرانے ساتھیوں سے بھی اس نے  
اس کے سلسلے میں پوچھ گچھ کی تھی۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی اہل بازی عبد المنان  
کے بارے میں کچھ نہ بتا سکا۔ انہوں نے پہلے کبھی اسے نہیں دیکھا تھا۔

کہیں یہ کوئی سرکاری آدمی نہ ہو۔ نینا نے سوچا۔ لیکن پھر خیال آیا کہ اگر یہ

کوئی سرکاری آدمی ہوتا تو کم از کم اسے ان چاروں کو قتل نہ کر لیتا۔ تو پھر اس

کا مجید کیسے۔ عبد المنان قریب ہی بیٹھا جیو گم سے شغل کر رہا تھا اور وہ

بھی کسی گہری سوچ میں مصروف تھا۔

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی۔

”آجاکو!“ نینا نے اونچی آواز میں کہا۔

اسی کا ایک خادم کمرے میں داخل ہوا۔ اور ایک طرف سو باڑ کھڑا ہو گیا۔

”کیا خبر ہے؟“ نینا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”وہاں تو اب کوئی بھی نہیں ہے۔ سی ٹور! اس نے کہا۔“ وہ لوگ

ہونے لگا ہے۔

"اچھا اب تم میرے ایک مشورے پر عمل کرو۔"

"کہو! کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"تم مجھے غائب ہو جاؤ۔ کیوں کہ دوطرفہ پوٹ پڑنے کا امکان ہے۔ مورلی کے بارے میں تم نے بتایا تھا کہ مقامی پولیس کے سربراہ سے اس کے بہت اچھے تعلقات ہیں۔"

"ہاں کرنل فرماؤ اس کے گہرے دوستوں میں سے ہے۔"

"تب چھپن چلاؤں گا اس کو بھی بروقت وہاں میں رکھو۔"

"لیکن میں کس طرح غائب ہو سکتی ہوں؟"

"کیا یہاں کوئی ایسا نہیں ہے جو کہ دونوں کے لئے تمہارا کاروبار سنبھال لے؟"

"کاہنڈک بات نہیں ہے۔ وہ تو میری عدم موجودگی میں بھی چلتا رہتا تھا۔"

"سوال یہ ہے کہ غائب کہاں سنبھالیں؟"

"مورلی سے قریب ہی رہنے کی کوشش کیوں نہ کریں؟"

"تم تو فرانسیسیا میں ہی نہ ہو سکو گے؟"

"بلکہ کون ملک کے لائے؟"

"میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں۔ غیر بردہ پی باشندے وہاں نہیں داخل ہو سکتے۔ وہ ایک حکومت پسند انگریز کی ملکیت ہے۔"

"وہ لوگ مجھے غیر بردہ پی قرار نہیں دے سکیں گے۔"

"بھلا کس طرح؟ تم تو دور سے بھی یورپ میں نہیں معلوم ہوتے۔"

"سی فرانس۔ میرے بہت دینا دیکھا ہے اور ہتیرے پتروں سے خشک رہا۔"

"ہاں۔ میں جب چاہوں یہ پتہ بن سکتا ہوں۔ تمہاری بھی ایسی شکل تبدیل

کروں کہ قریب کے لوگ بھی نہ پہچان سکیں۔"

"پہلے خود یورپ میں بن کر دکھاؤ۔ پھر میں اپنی بھی شکل تبدیل کروں گی۔"

"اچھا تو اب میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔ آدھے گھنٹے بعد میں آؤ۔"

"جس کی تمہاری غیبتنا نہیں کر لوں گی سیدہ سورج ری تھی کہ ویسے بھی آؤں وہاں پہنچ جاتا ہے۔ صرف تین گھنٹے سویا تھا۔ اور سر پر سوار ہو گیا تھا۔"

"اس کی سلامتی کی اسے بہت فکر تھی۔ ویسے اس کے مشورے منظور ہی معلوم

ہوتے ہیں۔ وہ کچھ بڑے خطرے میں ہے۔ دوطرفہ خطرات۔۔۔ آج وہ تھک چکا ہے

وہاں سے میں نہیں نکلی تھی۔ اچھی طرح جانتی تھی کہ کوئی نہ کوئی اس کی فکر

میں ضرور ہو گا۔"

"وہ آدھے گھنٹے پہلے ہی اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا اور وہ اسے

دیکھ کر چونک پڑی تھی۔"

"تھ۔۔۔ تم۔۔۔ وہ مہلائی۔"

"ہاں۔۔۔ سی فرانس۔۔۔ اس بار اس کا بیرونی شکل اٹالویوں کا سا تھا۔"

"میں نے پہلے تمہیں کہاں دیکھا ہے۔ کہیں یہ شکل انٹروں سے ضرور گزری

ہے؟ وہ ہینڈ مرڈر انٹرا میں پڑی ہے نہیں؟ یہ ناممکن ہے۔"

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"تھ۔۔۔ تم سارے گھنٹے جانی معلوم ہوتے ہو؟"

"چلو یہ بھی اچھا ہی ہوا۔ لیکن میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔"

"وہ مشرق بعید میں ہے۔ اور کہیں تمہنے اس کی تصویر تو نہیں دیکھی؟"

"مرکز نہیں؟ میری دست میں یہ روایتی قسم کا ایک اٹالوی چہرہ ہے۔"

"بہر حال میں تمہارے اس کمال کی بھی مستحق ہوں۔"

ٹھیک اسی وقت چہرہ کسی تھوڑے دروازے پر دستک دی اور ملان تیزی سے  
دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ نینا تیراوند انداز میں اسی کی طرف دیکھتی تھی کہ کبھی پھر  
چٹک کر بولی آ جاؤ۔

ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

”کرنل فرنانڈز کا ایک آدمی آپ کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ میں نے  
اس سے کہہ دیا کہ آپ تین دن سے یہاں نہیں ہیں۔“

”ہوں۔“ وہ پر تشکر بیٹھے بولی۔ اس نے یہ بھی معلوم کرنا چاہا کہ ہر کار  
میں کہاں مل سکیں گی۔

”جینز رامین“ وہ مسکرایا۔

”تم نے اچھے انداز سے یہ تو نہیں ظاہر چوسنے دیا کہ جھوٹ بولی رہے ہو۔“  
”جینز... سی فور۔“ آپ جانتی ہیں میں نے کیا نشی ادا کار ہوں۔“

”مجھے تمہاری اس صلاحیت پر اعتماد ہے۔ میں سچے جینز ادا کار ہی ہوں  
لیکن تم لوگ میرے دباؤ کے پتے سے واقف نہیں ہو۔“

”بہت بہتر... سی فور۔“

”مجھے یقین ہے کہ میری عدم موجودگی میں یہاں سارے حالات ٹھیک ہیں۔“

”آپ اس کی فکر نہ کریں سی فور۔“

”شکریہ! بس ہاؤ۔“

وہ چلا گیا اور نینا پھر اسی دروازے کی طرف دیکھنے لگی جس سے عبدالغنی  
گذر کر دوسرے کمرے میں گیا تھا۔

پھر وہ خود بھی اٹھ کر اسی دروازے میں داخل ہو گئی تھی۔ عبدالغنی

ایک آدمی کمرے پر نیم دروازہ نظر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں کوئی کتاب تھی۔ نینا  
اس طرح کمرے میں داخل ہوئی تھی کہ اسے علم ہو جائے۔ وہ چونک کر مڑا  
اور کتاب کو میز پر ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”تمہارا یہ خیال بھی درست نکلا۔“ نینا تنہا کر بولی۔

”کون خیال؟“

”فرنانڈز کا آدمی میرے مسئلے میں پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ اس سے کہہ دیا گیا  
ہے کہ میں تین دن سے یہاں نہیں ہوں۔“

”یہ تو بہت اچھا ہوا۔ اب ہم یہاں سے نکل ہی چکے تو بہتر ہو گا۔ لیکن  
اگر میں سارو کے جیانی کے سبب آپ میں ہوں تو مجھے کوئی دوسری شکل

اختیار کرنی چاہیے۔“

”میں بھی یہی کہنا چاہتی تھی۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ یہاں۔“

”کیوں نہ فرانسسہ میں قیام کریں۔ مجھے سو رہی ہے کہ کچھ فائدہ ہی ہو گئی ہے۔“

”تو تم کیا کر گئے۔“

”جس سے فائدہ ہو جاتی ہے اسے مار ڈالتا ہوں۔ میری بہت پرانی عادت ہے۔“

”میں تیار رہوں۔ لیکن اسے فراوانی نہ کرنا کہ وہ مقامی پولیس کے سربراہ کرنل

فرنانڈز کے خاص دوستوں میں سے ہے۔“

”جب میں کسی کام کا تجربہ کر لیتا ہوں تو یہ نہیں دیکھتا کہ کن دشواریوں سے

گزرنا پڑے گا اور میرے لئے تو پولیس ہمیشہ سے کھولنا رہی ہے۔“

”بہت بڑے بڑے دعوے نہ کرو۔“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی

ہوئی مسکراتی۔

”دعوے بے بس قسم کے لوگ کیا کرتے ہیں۔ میں تو علی آدمی ہوں تم دیکھ

۱۲۰

فیتانے میک آپ کے بعد اپنی شکل دیکھیں اور مسکرا کر بولی تہ نہ صرف شکل بدل گئی ہے بلکہ تم نے قریبی عمر بھی خاصی کم کر دی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ میں پچیس سال کی ہوں؟

”میں سال سے زیادہ کی نہیں معلوم ہوتیں“ عیدالغنائن بولا، لہذا اب مجھے اپنی عمریں بھی ڈنڈی مارنی پڑے گی۔“

ایک گھنٹہ بعد وہ سبھی دواؤں سے باہر نکلے تھے اور بیانی کی قبروں کے مطابق پھیل ہی ایک ڈیپارٹمنٹل اسٹور کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ وہاں انہوں نے دو سوٹ کیں اور دو دھڑکے استغاثی کی چیزیں جن میں کچھ عیدوارت بھی شامل تھے غور کیے۔

ایک شادی شدہ بھڑے کی حیثیت سے انہوں نے فرانسیا میں دو گھروں کا ایک سوٹ حاصل کیا تھا۔

لیکن تھوڑی سی دیر بعد ان کی باپرسی کی حد نہ رہی حسیب انہیں یہ معلوم ہوا کہ مدلی گھر چھوڑ کر کہیں جا چکا ہے۔

”یہ تو کچھ بھی نہ ہوا“ نینتا ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

”پیراہ نہ کرو۔۔۔۔۔ فی الحال تمہیں خود کو فرمائڈ رکھے آدمیوں سے  
دور رکھنا ہے“

”ہاں۔۔ کیا حرج ہے؟“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی سیدنی مسکرائی اور  
عبداللہ ان کو بڑا کراہر دھر دیکھنے لگا۔

”تمہے ہڈی کے رچڑ میں اپنا خون نام لکھو یا است مجھے پسند آیا  
اب تمہیں وہی کہوں گی۔“

• کیا ابراہیمؑ سنا یعنی ایسا ہی تھم چکا .

یقیناً... اُپر تو میں بڑی مرہا لگی پانی جاتی ہے۔ "نینا ہنس کر ہرلی۔"

تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر ایک بیک ہوٹل پہنچی اور اس کی طرف  
اس طرح دیکھنے لگی جیسے خود اسی سے کوئی فرد گفتگو کر رہی ہو۔

”ایک بات مجھ میں نہیں آتی یہ اس نے کہا۔“

میدان پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

نیتا پر تلک لچھ میں بولی بد جب وہ میرے سطلے میں فرنا ٹوڑے دروے  
سکتا ہے تو پھر ان دنیوں کے آدمیوں کے ساتھ لچھ سے کیوں بات کی تھی؟

” بہت دیر سے تمہیں اس کا خیال آیا۔ حالانکہ میں پہلے ہی مسئلے کی تہہ تک پہنچ چکا تھا۔“

”تم کیا سمجھ رہے ہو“

میری دانست میں تو یہ ڈانٹو مورلی درہری زندگی گزار رہا ہے۔ اگر وہ فن کا دل  
کے سلسلے میں لڑنا ڈوستہ جی کا خواہاں بنتا۔ تو اسی کی درہری حیثیت فرماؤ گے

”میں ہی بات کر سکتی ہے ورنہ ایک سلطان میں ہم جیسے لوگوں سے رابطہ رکھنا اور

دوسرے مصلحت میں پڑیں، مگر جاپہنچا کرٹی معنی نہیں رکھتا۔  
اب اگر تم اس کی دوسری حیثیت سے بہرہ، مثلاً سکوتر فرمائو، تو یہ بھی محفوظ

سکھ گئی۔ ظاہر ہے کہ ایسے چار ساتھیوں کی باتیں سننے کے بعد ہی اس نے فرناٹا۔  
 راجہ تاغم کیا ہو گا۔

”میں نے تو یہاں تک غم کر دیا کہ جیسی بہت بڑی دشواری میں  
بڑی جلدی ہوئی۔ اور بس غم ہی کرو۔ جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔۔۔“

عبداللہ نے جب سے طلعتِ اُش جاتو نکالا اور جب کا ایک اسکریٹ بھینسا کرنے لگا تھا۔ وہ سنٹکے کے بعد جی اندر اس کے اسے مارا کہ کچھ مہینے کے بیچ لگاؤ بڑھا۔ اب ہم اطمینان سے گفتگو کر سکتے ہیں کہ عبداللہ انسان مسکرا کر بولا۔

”تم مقامی نظریں بھی رکھتے ہو۔ میں نے توڑا کی کہ بیان پر یقین کر لیا تھا“  
 غیتا نے طویل سانس لے کر کہا۔

عبدالمنان نے کوئی کافی کامیابی حاصل نہ کی۔ چکی چکیاں بند نہ ہو سکیں۔  
 قوامیہ کا یہ مطلب ہوا کہ جمہور پر جان لے گئے۔ درندہ لای یہ حرکت نہیں کرتا۔  
 نینا کھیر پر مدد ملی۔

عبداللہ انان کچھ نہ بولا۔ وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔  
تھوڑی دیر بعد اس نے کہا کہ کچھ اور بات معلوم ہوتی ہے۔ ہم پہلے نہیں  
گئے۔ مضمود بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ اگر وہی سڑکی ماتھہ تک گئی۔  
اس سے پھر دم سردی کو توں پر غائب کر کے کہا کہ سوٹ نمبر پڑھ میں  
ایسے بہن کی چند لکیریں بھی بھجوا دوں

کچھ در بعد دروازے پر دستک ہوئی اور اندر آنے کی اجازت ملنے پر پھر وہی لڑکی کمرے میں داخل چھٹی۔ وہ نینا کی طرف بڑھی تھی اور عبداللہ خان نے دروازہ کھول کر دیا تھا۔ نینا کو ایسیرین دے کر وہ واپسی کے لئے مڑی۔ تو عبداللہ خان کو ہسپتال لئے دروازہ کے قریب کھڑے دیکھا۔ اس نے اپنے جوتوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ بھی کیا تھا۔ لڑکی بت ہی کھڑی رہی۔

”اگر تم چنچو کی بھی تو تباہی آواز باہر نہیں جاسکے گی کیونکہ یہ کمرہ سائڈ پرف

معلوم ہوتا ہے۔“

ہاں۔۔۔ یہ ملک۔۔۔ کمرہ ساؤنڈ پر ہونے لگا۔ ملین تمہارے ہیقول کوئی نکال

----- روم سروس کو فون کر کے پینے کے لئے کچھ مشکوٰۃ اڑی۔ میں بڑی تھکن  
عروس کو رہی ہوں گا

”کیا پڑو گی؟“

“اسکاتھ؟“

مجاہدانان نے اس کے لئے اسکاچ اور اپنے لئے کوئلہ کافی طلب کی تھی۔  
 تقریباً دو لاکھ ایک سو لاکھ روپے کے مشروبات ملنے پر شہر کے عوام میں داخل ہوئی۔  
 اس نے میز پر نہ دیکھ دسی اور "سی" کے فرش پر بیٹھتی ہوئی اپنا پیہر  
 پہناتے لگی تھی۔

”کیا مجھ کو؟“ خیتا نے پوچھا۔

”پتھر مڑ گیا تھا سی نور یا رولی کہہ کر بولی۔ پھر وہ اٹھی۔ اور نکلتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ جہاں نشان عجیب سی سکرابٹ کے ساتھ اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جب وہ دروازہ بند کر کے چلی گئی تو نشانے بڑھا۔

”کیا اس کی سنگڑا سٹ بہت دلکش تھی؟“

نہیں۔۔۔ تکلیف سے اس کے چہرے کی بنا دشا میں عجیب سی تبدیلی  
 بدلتی تھی یہ اس نے کہا۔

پیرودہ تیزی سے اعطاء اور ہزٹوں پر اٹھکی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہوا مینز کے قریب گھسٹوں کے بل جا بیٹھا۔ دوسرے جس کے میڈلک نے میز کی تہہ سے کوئی چیز نکالی تھی۔ اور اسے پھر خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہوا انہی کسی پر دوا پس چلا گیا تھا۔

میںنا اس چیز کو حیرت سے گھور رہا تھا یہ کبھی۔ یہ ایک انکسٹریکٹنگ تھا





”ہاں! اس بناؤ کیا بات تھی؟ بعد انسان نے جیٹھی سے کہا۔

”تم اپنی زبان بند رکھو گی؟ خانگی جاسوس ہوں۔

”مجھے اس پر دھمکے ہو کہ اگر میں، شیٹل پر تم دونوں ضرور ڈوگری کا شمار  
ہر جاؤ؟“ بعد انسان طر آیا۔

”میں نہیں سمجھا“

”ابھی سمجھنا ہوں۔ سکون سے اس کرسی پر بیٹھ جاؤ۔“ ہاں کی تم بھی بیٹھو۔  
اس نے بستر کو متنبہ دے کر کہا۔

”تم جو کوئی بھی ہو میں دھمکا نہیں سکتے؟“ خانگی جاسوس آگے بڑھ کر بیٹھا  
ہوا ہوا۔ جیٹھی بدستور کھڑی رہی۔ بعد انسان نے پھر اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔  
خانگی جاسوس سے ہوا تھا کہ مجھے سوریلی سے متعلق پوچھ گچھ کرتے دیکھ کر تم نے  
میرے کمرے میں انکسٹرکٹ بنگ لگوا دیا۔ کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟“

خانگی جاسوس کچھ نہ بولا۔ وہ اسے گھورے جا رہا تھا۔ بعد انسان کہتا رہا  
”سوریلی نے غالباً تمہیں اس پر آمادہ کیا تھا کہ اگر کوئی تم سے کہے کہ میں پوچھ گچھ  
کرنا چاہتا ہوں تو تم اس کی نگرانی شروع کر دو۔ تمہاری آنکھیں تیار ہیں یا نہیں  
غلط نہیں کہہ رہا۔ اب تم بناؤ کہ تم اسے کس پتے پر پورٹ دو گے؟“

”مم... میں کچھ نہیں جانتا“

”سوریلی کو کب سے جانتے ہو؟“

”میں کسی کو نہیں جانتا“

”تو میرے انکوئی بنگ؟ میں تمہارا نقشہ، پتے، دستخط سے ابھی منور  
کر رہا ہوں۔ کیا تم سے فرمائو کہ اس کا درست پتہ؟“

”نہیں۔“ خانگی جاسوس کی زبان سے غالباً غیر ارادی طور پر نکلا تھا۔

”تو جہتم اس کے لئے کام کرتے ہو کیوں تیار ہو گئے۔ وہ کرنل فرمائو کا نام  
لے کر لوگوں کو شکستہ پھر رہا ہے؟“

”مم... میں کیا کہوں۔۔۔ جناب۔۔۔“ شیخ نے بھی اسے تسلیم کر لیا تھا کہ کرنل  
راٹھور کا درست پتہ؟“

”کیا اس نے فرمائو سے اس کی تصدیق کی تھی؟“

”میرا خیال ہے کہ میں کی تھی۔ میں آپ کو پوری کہانی سناتا ہوں جناب آپ پھر  
خانگی جاسوس سے اپنی داستان چھیڑ دی تھی۔

”آپ اس کی تاہم ہی آگئی ہے؟“ بعد انسان نے اس کے حاضریہ چہرے  
پر کہا۔ چند لمحے اسے غور سے دیکھا رہا پھر بولا، ”میں جا ہوں تو ابھی تمہارا  
فلسفہ منور کر سکتا ہوں۔ لیکن میں ایسا نہیں کروں گا کیونکہ تم نے بھی دھوکا  
دیا تھا۔“ وہ میرا شناخت نامہ دیکھو؟ اس نے جیب سے ایک آئینہ نشی لاؤٹ  
نکل کر خانگی جاسوس کی طرف اچھال دیا۔

خانگی جاسوس نے اسے آنکھوں پر روک کر دیکھا تھا اور پھر اس قدر راجہ  
نظر آنے لگا تھا جیسے شامی لاؤٹ کی جگہ سے اچھی موت کا پرانہ دیکھا گیا ہو۔

”بلاشبہ آپ مجھے دفن کر سکتے ہیں سی فور؟“ وہ کہہ پاتی چوٹی آواز میں بولا۔  
”لیکن میں ایسا نہیں کروں گا“ بعد انسان کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا

سکڑا ہوا۔

”میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں سی فور۔؟“

”بس اپنی زبان بند رکھو۔“ شیخ نے بھی میرے ساتھ میں کسی قسم کی گفتگو  
رہنے کی ضرورت نہیں۔ اور اس ہاں کی کو بھی تاہم میں رکھتا۔ درخت میں نہیں جانتا کہ

تم دونوں کہاں ہو گئے۔ زبان بند رکھنے کو اس نے کہہ رہا ہوں کہ اگر

لڑائی فریاد اپنی فوسلے کے اس کی تلاش میں نکل پھڑا ہوا تو وہ پھر ہاتھ  
نیلے نکل جاتے گا

”میں سمجھ گیا سی خیر“

”اب تیار کرتا ہے کہ سچے پر مطلع کرتے“

”مجھے کافیاد اور علم دیکھنے سے لورہ ہمیشہ نہیں جانتی اور میں جانتا ہوں  
کہ میرے ہر آپ کے علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہ ہونے پائے“

”سمندر آدمی معلوم ہوتے جو عبداللہ نے کہا اور اس کے لئے کاغذ  
اور علم مہیا کر دیئے۔ اس نے کچھ کھڑکے کاغذ عبداللہ کی طرف بڑھا دیا تھا۔  
اس نے اسے دیکھا اور تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔

”اور تم چاہنا کہ میں نکال دے جاؤ“ عبداللہ نے ہمیشہ سے کہا۔

”جب وہ دونوں کوسے سے جا رہے تھے اس نے ہاتھ اٹھا کر ایک بار پھر  
انہیں مارینگ دی تھی کہ وہ اپنی زبان بند رکھیں۔

”نشا خاموش کھڑی رہی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے۔ ایسا  
معلوم ہوتا جیسے کسی قسم کی ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو۔

”وہاں میں بھی دو دیکھوں تمہارا شناخت نامہ“

”تم کیا کرو گی دیکھ کر۔ ایسے کوئی شناخت نامہ جسے تصور میرے جھولے میں  
پڑے رہتے ہیں۔ جہاں جیسی ضرورت ہوئی اس کے مطابق استعمال کر بیٹھ۔

”اور تم دیکھنا کہ کسی دن جیل میں ہوں گا“

”میرا خیال ہے کہ تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو“

”دھکی جھکی ہوتی ہوتی ہے“ عبداللہ مسکرایا۔

”میں تصور میں نہیں کر سکتی کہ تم کو یہی طور پر بھی اتنے پھرتے ہو گے“

”چنانچہ کب سے اس برنس میں ہوں لیکن آج تک تو کوئی مجھ پر ہاتھ نہیں  
ڈال سکا“

”شناخت نامہ دکھاؤ“

”ہر ہر جہاز کو دیکھ کر۔۔۔۔۔ لہذا۔۔۔ نہ دیکھو تو بہتر ہے“

”نہیں میں دیکھوں گی“

”یہ لو۔“ اس نے شناختی کارڈ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”وہ اسے دیکھتی رہی پھر بھڑائی ہوئی آواز میں بولی ”تمہارے ساتھ تو  
گروں ہی کٹ جاتے گی۔ تم اس وقت مرکزی ایشی جس بیوری کے ایک دستہ  
آفیسر بنے ہوئے ہو“

”وہاں دیکھنا۔۔۔ ہے کوئی فرق مجھ میں اور تصویر میں“

”انتہائی خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو“

”لیکن میں تمہیں مجبور نہیں کران گا۔ تم جیب پا جو میرا ساتھ چھوڑ سکتی  
ہو۔۔۔“

”ساتھ کیسے چھوڑ سکتی ہوں۔ میری ہی وجہ سے تو تم اس کیسے میں  
پڑے ہو۔ ہاں اس نے کہا کہ دیا ہے تمہیں“

عبداللہ نے جیب سے پرچہ نکالا اور پڑھنے لگا۔ اس نے کچھ کھڑکے  
نوشہ دیکھا تھا۔ چار تین دو آٹھ سات۔ لیکن میں نے اس جگہ کا پتہ لگایا ہے۔  
جہاں کا فون نمبر ہے۔ چار تین بولسین ڈسٹرکٹ کا نمبر ہے۔ دو آٹھ سات بولسینا  
جھیل کے قریب قلعہ لانی ٹروہ کی ایک عمارت کا نمبر ہے۔ عمارت کا نام ہے واٹس  
دلا میں ایک بار پھر آپ کو اپنے پرنٹس تعداد کا یقین دلانا میں سی فون۔

”تیز آدمی معلوم ہوتا ہے۔ بننا غریب سانس لے کر بولی“ لیکن۔۔۔

تھمارا جواب ہی نہیں ہے۔"

"اب مجھے لانی ٹرپو کے بارے میں بتاؤ، اے بدنامانہ لےکھا۔"

"یہاں سے سو کلومیٹر کے فاصلے پر ناگوادی ٹرپو سینا واقع ہے۔ اسی کے کنارے لانی ٹرپو نامی قبیلہ آباد ہے۔ خوبصورت جگہ ہے۔ زیادہ تر نادروگوں نے وہاں اپنی شاندار عمارتیں بنائیں ہیں۔ اس نواح کی سب سے اچھی تفریح گاہ ہے۔ تو پھر اب ہیں یہاں سے رخصت ہو جانا چاہیے۔ لیکن یہ سوٹ ہمارے ہی کام پر پہنچ رہے گا۔"

"جیسی تہذیبی مرضی، تم میری زندگی میں ایک خوشگوار تبدیلی لائے ہو۔ برسوں سے پور پور ہی تھی۔"

"پہلی بار کسی سے اسی بات سن رہا ہوں۔"

"میں نہیں سمجھتی۔"

"مجھے سب حق اور پور سمجھتے ہیں۔"

"تم جھوٹے ہو۔ یہ ناکلف ہے۔"

"خصوصیت سے تیرے لیے پسند نہیں کرتیں۔"

"صرف شریف عورتیں نہ کرتی ہوں گی کہ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بڑی نگاہ سے مسکلائی۔ اودودہ پھر دھکھلاتے ہوئے انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔"

÷

"یہ ہیں کہاں لے آیا؟" بورف چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "میرا قودم"

گھٹ رہا ہے۔"

جسین بھی خاموشی سے گرد و پیش کا جائزہ لے رہا تھا۔ چاروں طرف خالی کویت اور قودم بکھرے ہوئے تھے۔ غالباً کسی بہت بڑے گودام کا اسی حصہ تھا جہاں صرف کاٹھ لٹاڑ بھرا رہا تھا۔ عجیب سی ناگوار روچاڑوں طرف پھیلی ہوئی تھی اور ان کو اتنا اندھیرا تھا کہ دیرین سیپ روشن کرنا پڑا تھا۔

گاردو نے دوا کیوں کو کسی رشتے دار کے گھر بھجوا دیا تھا اور ان دونوں کو یہاں لے آیا تھا۔ اور اس وقت موجود بھی نہیں تھا۔ یہ دونوں تہہ تختے۔

"کیا کیا تھا قلم؟" جہین نے تھوڑی دیر اندر پوچھا۔

"لیکن بورف کچھ نہ بولا۔"

"کیا بے ہوش ہو گئے؟"

"جہین اب بالکل ٹھیک ہیں۔"

"تمہارے پاس کی حفاظت ہے۔ اگلے سیدھے غور سے دیا رہتا ہے۔"

"پاس کو کچھ نہ ہو۔۔۔۔۔ میرا صرف ہی یہی ہے۔"

"گھلا بولگا۔ میری لغات پسندنی اجازت نہیں دے گی کہ یہاں دوپہر گئے۔"

سے زیادہ زندہ رہ سکیں، اور پھر اب دشمناری۔ آپڑی ہے کہ اس جگہ کی نشاندہی کیے کریں گا۔ یہاں اس گندے علاقے میں شاندار ہی کہیں فون بھی ہو۔

"صبر کرو، گاردو کو داپس آئے وہ سن سہارا میرا ہی ہوئی آواز میں بولا۔"

"اس کی داپس سے چلے ہی میرا دم نکل جائیگا۔"

"نکل جائے دو۔" بورف سے اپرا ہی سے کہا۔

"اچھا اب تم اپنی چوڑی بند رکھو۔ مجھے کچھ سوچنے دو۔"

پھر ایک گھنٹہ گزر گئی تھا لیکن گاردو واپس نہیں آیا تھا۔

"پتہ نہیں اس بیچارے پر کیا گوری کا بوزرف بولا۔ چسپیں نہیں منٹ کو کبھی کر گیا تھا۔"  
 "اگر واقعی اس پر کچھ گزری ہے تو یہ پہلا مظہرہ بن جاتے گا۔ میں اس معاملے سے واقف نہیں ہوں گا۔"

"میں سوچ رہا ہوں کہیں وہ ان لوگوں کے ہتھے نہ چڑھ گیا ہو۔"  
 "سو سکتا ہے۔" جبین نے لاپرواہی سے کہا۔ "پھر کچھ دیر غامض رہ کر بولا۔"  
 "اگر وہ ایک گھنٹہ اور نہ آیا تو چم جہاں سے نکل چسپیں گے۔ کم از کم ان لوگوں کو اطلاع دینی ہی چاہیے کہ ہم سے چار ماہ بچے۔"

"تھواری رہی۔۔۔ میں تو ہر وقت تیار ہوں۔" بوزرف بولا۔  
 "جبیں کچھ کہتے ہی لاٹھا تھا کہ پیروں کی چاب ستانی دی۔ کوئی اسی کی طرف آ رہا تھا۔ اور پھر وہ کیرو سین میسپ کی رشتی میں آ گیا۔ لیکن یہ گارڈو نہیں تھا۔"  
 "گارڈو نے تمہیں بلایا ہے۔" اجینی نے کہا۔ "وہ خود نہیں آ سکا۔"

"کہیں بچہ؟" جبین نے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔  
 "ایک دفعہ وہ مقام پر تم لوگ ملدی ہے۔ اچانک سامان مٹا لو۔ وقت کم ہے۔"  
 بوزرف نے جبین سے پوچھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ جبین نے اسے بتایا تھا بوزرف کے چہرے پر پہلے تو شورش کے سامنے نظر آتے۔ پھر وہ سر ہٹا کر بولا۔ "چلو۔"  
 گارڈو کی دین گودا کے باہر کھڑی تھی۔ وہ دونوں کچھ دھنچے بیٹھ گئے اور اجینی نے اس کا دروازہ باہر سے مفلک کر دیا۔

"اب دیکھو! اتنے کس کمال کو شری میں لے جاتا ہے۔" جبین برا سامنے بنا کر بڑبڑایا۔ بوزرف نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور تجلیے سے غمرباکی بولنے لگا کہ چسپے چھوٹے گھونٹ لینے لگا۔

لاٹھی کس سمت جا رہی تھی انہیں امانہ نہ ہو سکا۔ رستہ بہت تیز تھی دفعتاً جبین نے اپنی ٹانگ میں جبین سی عروس کی اور پھر سانس بھی گھٹتی ہوئی سی عروس کی تھی۔ بوزرف نے بڑل میں لالہ لگا کر اور دھڑکھٹا فروع کر دیا۔ بالکل ایسا ہی عروس ہوتا تھا جیسے نظر نہ آئے۔ لاٹھا دھواں ان کے پیچھے بڑوں میں سمایا جا رہا ہے۔

"یہ ک... کیا بلا ہے؟" وہ بھڑائی ہوئی آواز میں بولا۔ اور جبین کا لٹھا اس دھڑک رندھ گیا تھا کہ وہ کچھ بول ہی نہ سکا۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ سیٹ سے نیچے گر کر بے حس و حرکت ہو گئے تھے۔ آغاز سفر تو ان کے ہوش میں ہوا تھا۔ لیکن ان کے زخموں کو بھی علم نہ ہو سکا کہ کتنی مسافت طے کرنے کے بعد اس سفر کا اختتام ہوا تھا۔ جب ہوش آیا تو وہ کسی تکلیف دہ جگہ پر بچت رہے۔ چہرے پر تھے اصران کے باتوں میں جھکنا ہی نہیں۔ وہاں صرف وہی دونوں ہیں۔ گارڈو بھی ان کے قریب ہی اسی حالت میں چلا جا رہا تھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری حفاظت نہ کر سکا۔" وہ انہیں ہوش میں دیکھ کر بھڑائی ہوئی آواز میں بولا۔

"مگر یہ ہر کیسے؟" جبین نے اس کی طرف سرگھبرا کر دیکھا۔  
 "میں تم دونوں کو وہاں مدد ملے اور پھر جھڑک کر ایک عالی مقام کی کنبی حاصل کرنے نکلا تھا کہ انہیں نے مجھے ایک جگہ گھیر لیا۔ تم شاید جبین ہانتہ کہ ہم سچ بچ بچڑیوں کے جنگل میں پھنس گئے ہیں۔"

"جبین۔" آجبین کے لیے میں حیرت تھی۔  
 "یقین کر۔" انہوں نے مجھ سے پہلا سوال ہی کیا تھا کہ میں نے دنیا کے آدمیوں کو شکلاتے لگا کر ان کا نشان کیوں استعمال کیا تھا۔ ہر حال انہوں نے مجھے ایسی دھمکی

دی کہ مجبور ہو کر مجھ کو کہہ دیا کہ تہہ ہا تہہ بنا دینا پڑتا ہے۔  
"کسی دھکی؟" حسین نے پوچھا۔

"انہوں نے کہا تھا کہ میری بہنوں کو پکڑیں گے اگر میں نے تمہارا پتہ نہ بتایا، مگر میں تمہارا کہہ کر میں پورستیا اور سلویا کو کہاں چھوڑ آیا ہوں۔  
"تم نے بہت اچھا کیا" بوزن پہلی بار ہلانہ جمیوں پر آج آئے سے پہلے تم خود ہی مر جانا پسند کرتے تھے۔

"گارڈ خود کو کتنا بے بس محسوس کر رہا ہے۔ کاش اس نے پہلے وہ خود ہی مر گیا ہوتا۔" اپنے بہانوں کی حفاظت نہ کر سکا۔

"تم اس کی بالکل بدنامی کر رہے ہو۔ بوزن بولا، "اگر آسمان دالے کو ہیں زندہ رکھنا منظور ہے تو وہ ہر حال میں جاری حفاظت کرے گا۔ لیکن میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر یہاں کے ہیرو جیسے جم پوڈیسویوں سے کیا چاہتے ہیں؟  
گارڈ کو کچھ نہ بولا۔ حسین بھی خاموش تھا۔

وہ غالباً کسی ہلکے کرے میں پڑے ہوئے تھے۔ ہائیں جانب دای فریج دنگ سے سرد چمک کے جھوٹے مسلسل چلے آ رہے تھے۔ اور وہ دودھ پانڈوں کے ادھر پہنچنے والی خوش رنگ شفق کو دیکھ سکتے تھے۔ شاید یہ کسی عمارت کی اوپری منزل تھی۔ کہیں قریب ہی ابا بلیوں کا کوئی شہر چاکا ہو جھنڈا میرا لے رہا تھا۔

"کیا تمہارا کوئی تیسرا ساتھی بھی ہے؟" دنگا گارڈ نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ کیا۔۔۔ مطلب؟" حسین ہلکا سا۔

"تمہارے پیش میں آئے سے قبل ایک بد بہت آدمی یہاں آیا تھا اور مجھ سے تمہارے تیسرے ساتھی کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ میں نے لاعلمی لہام کی تو

اس نے اس کی پہچان بنا کر پوچھ گچھ شروع کر دی تھی۔

"کیا پہچان بتائی تھی؟" بوزن نے بھڑائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"صورت سے بالکل بے وقت معلوم ہوتا ہے۔"

"صورت سے تو ہر دونوں ہی بے وقت لگتے ہیں؟" حسین نے کہا

"نہیں۔۔۔ نہ وہ نیگرو ہے اور نہ تمہاری طرح دہلا ہوا۔"

"پھر اسے بارے میں تم نے کیا بتایا؟" بوزن نے سوال کیا۔

"تمہارے بارے میں اس کے علاوہ اور کیا جانتا ہوں کہنے نہیں سکتے ہیں میرے پاس اس سے بھجوا رہا تھا کہ اس کے کالج وہاں کسی نیگرو کی موجودگی پسند نہیں کرتے تھے۔"

"بہر حال تم فکر نہ کرو؟" حسین بولا، "اب ان بھڑائیوں کا دست قریب آ گیا ہے گا۔ ڈو نے تو قبضہ لگا رہا تھا اس بات پر۔"

"ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ میں خوش ہی رہنا چاہیے؟" بوزن نے کہا۔

"بس اب خاموش رہو؟" گارڈ نے ناخوشگوار لہجے میں کہا، "اگر تم مجھے پہلے ہی بتا دیتے کہ یہاں تم لوگوں کی موجودگی کوئی خاص متعذر سمجھتی ہے تو میں اس طرح مار نہ کھاتا۔ خود بھی ہوشیار رہتا ہوں تمہیں بھی مشورے دیتا۔"

"کوئی کچھ نہ بولا۔" تھوڑی دیر بعد دونوں کی چاب بنائی دی۔ کسی نے کمرے میں آکر دنگ کی اور دروازے کے قریب سے انہیں دیکھتا ہوا سچرہ چلا گیا تھا۔  
"یہ فریج دنگ اب بند کر دی جاتی تو بہتر تھا؟" حسین بولا، "میں سردی محسوس کر رہا ہوں۔"

"آواز نہ دے، اپنے غلاموں کو کہہ کر کہہ دوں؟" گارڈ نے نرمی میں انہیں کے ساتھ بولا۔  
"اے کوئی ہے؟" حسین نے دنگا دنگ میں ایک لگائی اور پھر حق چار لگائی لگا

”کیا پاگل ہو گئے ہو؟“ خوش رہو۔ ”اگر دوسرے زور سے کہا۔

”اسے جھوک گئی آئی ہوگی۔“ ہارن بلاجے جب تک کچھ کھانے کو نہ مل جائے  
اسی طرح حق پہاڑ تار ہے گا۔“

دفترا دروازے کے قریب سے کسی نے ٹھکارا۔ ”کیوں شور مچا رکھا ہے۔“

”سلیو سے بھائی۔“ حسین گڑ گڑا ہوا۔ ”میری جھکڑیاں پیروں میں غلامی  
اور مجھے ایک گٹھیا ملا دے۔“

ٹھکارے والا قریب آ گیا۔ یہ ایک قوی فٹہ اور بدست آدمی تھا۔

”قوم دونوں بھی جوتوں میں آگئے۔“ وہ انہیں گھورتا ہوا۔

”ہاں سی زور۔“ لیکن ہمارا یہ حشر کریں۔ ”حسین بولا۔ ”ہم تو کالے بھلے والے

لوگ ہیں۔“

”تمہارا نام حسین ہے تم کسی بیتی ہمارے تھے۔“ اور یہ ہارن موگڑا ہے۔“

”دست ہے سی زور۔“

”حمران کہاں ہے؟“

”ارے باپ رے۔“ پنج پے دے گئے۔ ”حسین کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ تو

یہ کوئی حرکت۔ سن لیا تم نے کالے آدمی۔“

”کیا لکھا اس گورچے ہو؟“ ہارن فرمایا۔

”تم سوچ رہو۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ کوئی میکر ضرور ہے۔“ خواہ مخواہ میں

یورپ کی سیر کے لئے چھٹی نہیں دی گئی۔“

وہ آدمی آگے بڑھا اور حسین کی گردن پکڑ کر اسے اٹھاتا ہوا بولا۔ ”تباہ

کہاں ہے؟“

”ہم دونوں تمہا آئے تھے۔“ ہم نے کہا گئی تھا کہ ہماری مستقر پر کوئی ہیں

دیس پر کر کے کہیں لے جائیگا۔ لیکن وہ معلوم آدمی مستقر پر موجود نہیں تھا۔

خبردار حسین نے نیلے کے ہونڈنگ ہاؤز کا رخ کرنا پڑا۔ وہ ایک بہت نیک دل حرکت

ہے لیکن اس کے گاؤں کو کالے آدمی کے قیام پر شدید اعتراض تھا۔ اس نے

اس نیک دل حرکت نے ہیں بھائی جینی ٹھکارے کے سپرد کر دیا۔“

”تم نے اپنی ڈاڑھی کیوں صاف کر دی؟“ اچانک ہارن سے سوال کیا گیا۔

”یہ سب میرا منکر ڈالتے تھے۔“ ہارن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”پہلے بھی تمہاری تھی ڈاڑھی۔“

”میں احتجاج کرتا ہوں جناب! حسین بول پڑا۔ آپ نے میری ڈاڑھی کی

خیریت نہیں دیا وقت فرمائی۔“

”میرا وقت مرنے نہ کرو۔ میں عمران کے بارے میں ماننا چاہتا ہوں۔“

”مجھے جو کچھ معلوم تھا عرض کر چکا۔“

”تم دونوں یہاں کیوں آئے تھے؟“

”میں آئے گا مقررہ تو مشروران میں نے دیا تھا۔ میں نے ابھی آپ کو بتایا تھا

کہ ہم کس طرح نے نیلے کے ہونڈنگ ہاؤز تک پہنچے تھے لیکن متعدد کا معلوم بھی تک نہیں ہو سکا۔“

”تم دونوں کو مغرب پریم کے واسطے کر دیا جائے گا کیونکہ تم جلی باسلوٹ پر

یہاں آئے ہو۔“

”تعلیق نہیں جناب ہمارے باسلوٹ جلی نہیں ہیں۔“ ہارن کی ڈاڑھی دھوا

اگ سکتی ہے۔“

”اس صورت میں اگر تم نے کل سچ تک عمران کا پتہ نہ بتایا تو تمہارے جیلا

کارائے رائے الگ کر دیا جائے گا۔“

”اگر عمران سے اس طرح ہیں نہایت مل سکتی ہو تو میں اس پر یہ خوش ہوگی۔“

جس میں شادی سانس لے کر ہوا۔

”کیا مطلب؟“

”ہاں، اس کے لئے کام کر کے خوش نہیں ہوتے؟“ جس میں لے کہا۔ گفتگو اداوی میں چوری چھپی راز و مخفی ضرور ماحول کر دیتا۔ دہشتہ آدمی شاید اداویوں سے اس حد تک واقف تھا کہ اس نے ہوش سے انگریزی ہی میں سوالات کئے تھے۔

”لیکن نہیں؟“ جس میں کہتا رہا۔ ”مجھے صرف اپنے بارے میں یہ کہنا چاہیے۔ بڑا بڑا اس کا زور خرید غلام ہے۔ اس سے بھاری نہیں کر سکتا۔“

”محبت آدمی چند لمحوں سے غور سے دیکھتا رہا پھر دروازے کی طرف مڑا ہوا، پھر لاٹا تم میرے ساتھ آؤ؟“ جس میں نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر بائیں آنکھ دانی تھی اور اس کے پیچھے بھول گیا تھا۔

☆

”اوہ امیرو سنا لیں یہ شارب اور دنیا جیرو کی محبت سے اس کی مہمفریبی۔“  
تقریباً ٹیڑھنگ اجڑوں نے بس کے ذریعے سفر کیا تھا اور سرشام نزل مقصود تک پہنچ گئے تھے۔ یہ علاقہ دنیا کا دیکھا بھالا ہوا تھا اس لئے قیام کے لئے ایک منہاں صلی ملک بھی مل گئی تھی۔ براؤن بھرت ہوا تھا اس علاقے کا۔ جھیل کے گرد کی پھاڑیں سرسبز و شاداب تھیں جن پر ملک جگہ صاف ستھری عمارتیں نظر آتی تھیں جھیل کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے بٹ بکھرے ہوئے تھے۔

”میں ہمارے موسم کا کچھ حصہ یہیں گزارتی ہوں“ نینل نے کہا۔

”کیا نام ہے جتنا ہے اس سے۔۔۔؟“

”بہت نام ہے جتنا ہے۔“ فہم کی معرور زندگی سے کچھ دنوں کے لئے بھیجا چھوٹ جاتا ہے۔“

”کیا کسی نے ہمیں فہم کی معرور زندگی گزارنے پر مجبور کر رکھا ہے؟“  
”اور پر ہیں رہا ہو؟“

”تم کسی بات کا سیدھی طرح جواب دینا بھی جانتے ہو یا نہیں؟“  
”مجھے بے حد افسوس ہے کہ وہ احمقانہ انداز میں بولا۔“ مجھے عورتوں سے گفتگو کرنے کا سبب نہیں ہے۔“

”میں سمجھا دوں گی؟“ وہ اس کی آنکھوں میں دھکیلتی ہوئی مسکرائی۔

”اب مجھے کیا کہنا چاہیے اس پر۔۔۔؟“

”میرا شک یہ ادا کرو! کچھ بتاؤ کہیں کسی سے محبت بھی کی ہے نہیں؟“

”شادی ہی نہیں کی پھر محبت کیسے کرتا؟“

”محبت کے لئے شادی تو ضروری نہیں ہے؟“

”ہمارے یہاں جس سے شادی ہوتی ہے صرف سی سے محبت کی جا سکتی ہے۔“

”کسی غیر محبت سے محبت کا تصور یہودی سازش کا نتیجہ ہے؟“

”خدا کے لئے بات بات پر اپنا عرب جو نام نہاد۔ اب محبت بھی یہودی سازش کا نتیجہ ہو گئی؟“

”بے شک۔“ یہ صورت سے محبت کرنا یسوع مسیح کی تعلیم کے منافی تھا یہودیوں نے محبت کی داستانیں گھوٹیں اور جانباگتے پھرے۔ اور انہوں نے ذہنوں پر ان

کہانیوں کا نقشہ جاری ہونے لگا اور وہ مسیح کے بندہ ہوں سے آزاد ہونے لگے۔“

”بس بس! بروہت کرو۔“ نینا اتھرا تھا کہ وہی یہ ہم کسی نیک کام کی نیت

کے نہیں نکلے ہیں۔“

"مجھے صرف اپنے چاقو سے محبت ہے جو میری زندگی میں سب کچھ جو سننے والوں کا لہو چاٹ رہا ہے۔"

"یہ بھی غالباً سیرج کی تعلیم کا کوئی جزو ہو گا۔" نینا نے طنز یہ کہا۔

"میکو کا نام تو میں نے یہودیوں کی خدمت میں لیا تھا۔ مجھے کسی سے بھی دلچسپی نہیں میرا مذہب غمگین اور صاف ہے۔"

"ابھی تک تو صرف وہی جنگ کے ماہر ثابت ہوئے ہیں۔"

"کبھی چاقو کے ساتھ بھی دیکھ لیتا۔"

"اچھا سنو! دلنشا پر غور کیجیے میں بولی کیا میرا ایک مشورہ قبول کر سکتے؟"

"ضرور۔۔۔ ضرور۔"

"اب برٹو سنالیں والا تمہارے ختم کرو۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"اگر اس کی جان پریشان کا کوئی آدمی مل گیا تو تم دشواری میں پڑو گے۔ یہ ایک ایسی تقریب کا ہے جہاں زیادہ تر سرکاری آفیسر چھٹیاں گزارتے ہیں۔"

"اگر ایسا ہے تو تمہیں معقول مشورہ دیا ہے۔ اچھی بات ہے تو پھر وہی اچھا آدمی عبدالمنان؟"

"وہ تو اصل شکل ہے نا تمہاری؟"

"صد فیصد، صلی۔"

"پتہ نہیں کیوں۔ اصل شکل ہے بالکل، محقق لگتے ہو۔"

"مشقی کی تجارت سے صحت سے زیادہ چہرے پر اثر ڈال ہے۔ بہر حال اب

ہیں کیا کرنا چاہیے؟"

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟" وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"فلووریل کی تلاش میں۔"

"اور تم خواہ مخواہ میرے لئے خطرے میں پڑے ہو؟" نینا نے سوال کیا۔

"اس کا صحیح جواب میں ابھی نہیں دے سکوں گا۔ بہر حال تم خطرے میں نہیں۔"

کیمری کی انڈیا میں بیٹھ کر نقصان میں رہتے۔"

پھر وہ اس محفل کی تلاش میں نکلتے تھے جس کے بارے میں فرانسیا کے خاکی

جاسوس سے معلومات حاصل ہوتی تھیں۔ عبدالمنان نے اپنے میک اپ میں تبدیلی

سہیں کی تھی۔ نینا نے ایک بار پھر اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ وہ اس

میک اپ کی وجہ سے زحمت میں پڑ سکتا ہے۔ جواب میں اس نے کہا تھا کہ کوئی بات

وہ میک اپ اس کے لئے ضروری ہے۔

پہاڑی پر رہی ہوئی وہ الگ تھلک عمارت بڑی شاندار تھی۔ پرانی دھن کی قہقہ

لیکن اس میں کچھ جدید ترین تبدیلیاں کی گئی تھیں۔ عمارت کے مقابل ایک ٹیلی فون

پینل کردہ رنگ کے سبک فرنیچر ڈنڈا ڈنڈا لکھل ان کے سامنے تھی اور پوری طرح

روشن نظر آ رہی تھی۔

"کیا اسی دت کہہ کر گزرنے کا ارادہ ہے؟" نینا نے اس سے تلافی پر ہاتھ

رکھ کر پوچھا۔

"محالات پر منحصر ہے۔" اس نے کہا اور تھیلے سے درجن لکائی۔

"اس اندھیرے میں درجن کیوں لکائی ہے؟"

"مذاق پر حق ہو کہ میں ان کا ہاتھوں کا اس فرنیچر ڈنڈوں میں کچھ لوگ نظر آ رہے ہیں۔"

اس نے کہتے ہوئے درجن انکھوں سے لگائی۔ اور دس سو سے ہی ٹھٹھے میں ٹوٹا ہوا۔۔۔

دو تین آنکھیں فرش پر پھرت پڑتے ہوئے ہیں۔ خوب، خوب ایک سیاہ نام بھی ہے۔"

"مجھے دینا غائبانہ نے معطر ہاتھوں میں درجن پر ہاتھ ڈال دیا۔ اب وہ



قریب دہائی طرف دیکھ رہی تھی۔ دو فتیلا بول اٹھی۔ اور وہ امریلی۔ وہ کہنے میں داخل ہوا ہے۔ بے شک ان میں سے ایک سیاہ فام آدمی معلوم ہوتا ہے۔ شاید وہ دونوں، اس کے سچے چڑھ کہنے ہیں۔ مگر تیسرا کون ہے؟  
اس کہنے دو بار درہن اسے پکڑا دی۔

”اودہ اتویہ ہے مورلی۔۔۔ حاصی خوفناک صورت والا ہے۔“

”جسے نہیں ان لوگوں کا کیا پکڑ ہے۔“

”بہت بلیڈ معلوم ہو جا ئے گا“

۴۴۔ کیا مطلب ہے ؟

”کچھ نہیں... اور... ان میں سے ایک کو اس نے اٹھا کر کھڑا کر دیا ہے۔ خوب اس کے ہاتھوں میں تھکڑیاں ہیں۔ وہ اس سے کچھ کہہ رہا ہے۔“

”نہیں... ٹھہرو... وہ چار ہا ہے اور اس کے چھپے وہ آدمی

پاتھروں میں بھسکڑیاں ہیں۔ وہ دونوں چلے گئے۔ اب دیکھو۔ یہ کون ہے۔ جس نے  
سرخ و زرد کی طرف مڑ رکھا ہے؟ اس نے دارمین نینا کو تھما دی۔

یہ ہے۔۔۔ یہ تو ہے۔۔۔ جینی لارڈو معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی پکڑا لگی۔ ہر کتاب۔

”کہہ دیا بعد یہاں سے تین بنگلے بنا کر دیو اور لاگوڑی بوسینا میں لٹک کر بیٹھ جائیں۔“  
”میری سوجھ بوجھ میں یہ ناممکن ہے۔ اب تم حادثہ بیٹھ میں سیرا انتظار کرنا۔“

== یا کھن ہے۔ میں بہر حال تمہارے ساتھ ہی رہوں گی ==

مکیا تم رزقت پر چڑھ سکتی ہو؟

• پھر ہندوؤں کی باتیں شروع کر دیں۔

میں نہیں یہ اس وقت کی بات کر رہا ہوں جس کی ایک شاخ فرنیچ و ڈیڈ وڈ پر چکی ہوئی ہے۔

”میں تمہیں اس حماقت کی اجازت نہیں دوں گا۔ چہ نہیہ عداوت میں کہتے  
 آدمی ہوں۔“

موریل سے ٹھونسنے والی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ اور حسین کی زبان مٹنی  
کی طرح چلی۔ جی ٹھنڈی میں غلط نہیں کر رہا۔ ناقوس سے تینگ آکر میں نے اس کے  
ہتھ لاکھ کرنا شروع کیا تھا۔ اب گردن تک پھنس چکا ہوں۔ اگر مجھے صرف ایک بار ہی  
موقوف مل جائے تو میں نکل بھاگوں گا۔ دیکھو اس آدمی تو کیسیٹ ہے۔ میرا ہی  
ایک انکار سے زیادہ حشیت نہیں رکھتا۔

”کارکن ہوزریو پر تو عرض ہی نہ اٹھ ڈھلا تھا نہ صوری ایسی گھورتا ہوا بولا۔  
 ”غذا کی پناہ تو نہ دے سکتے۔۔۔ کیا تم کو بھی ایک بحث چوہہ نے اٹھو کر  
 ڈبل کلاس کیا تھا؟“ جیسے کہ بچے کی حیرت بنا دیتی تھیں تھی۔  
 ”غذوں پر کڑا سختی کے لئے تمہیں یہاں نہیں دیا۔“

”تب پھر صاف صاف ہی لو کہ میں مزار کے مارے میں کچھ نہیں جانتا۔ اگر تم لوگ احوال سے بخوبی بہت واقفیت بھی رکھتے ہو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ کالانکوسی میری نسبت اس سے زیادہ قریب ہے۔“

میں تم پر زور کی کھالی تیار دوں گا: کہہ کر مورچے نے کسی کو آواز دی، مایک آؤنی  
گھر سے میں داخل ہوا۔

”ان دونوں کو بھی لاؤ بیٹا اس سے اس سے کہا۔ ہمیں مفتی سے جو بیٹھ بیٹھ کر  
تھا، اس کی اسکیم پیل ہو گئی تھی۔ وہ سو پلے کر ٹیپے میں نہ پڑا تاہم سکا تھا۔ دیکھ اسے

خوشی تھی کہ وہ یہاں مہمان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ لیکن وہ نون نمبر میں پرکھی  
پہلے سے رابطہ قائم کر رہا تھا۔ کہیں تشدد کے دوران میں وہ نون نمبر اس کی زبان  
سے پھسل نہ جائے۔ اور ان پر تشدد چور نالازمی ٹھہرا۔ مودی نہیں کہان پر نظر  
رکھنے والے اب بھی ان کے احوال سے واقف ہوں۔ تھوڑی دیر بعد برف اور  
گاڑو بھی اسی کمرے میں بیٹھا دیئے گئے۔ برف نے جبین کو گھور کر دیکھا تھا۔ اور  
پھر مودی کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

”برف مگر کٹا۔“ مودی سر ہلچے میں بولا ”تمہارا آخری وقت قریب ہے۔“

”یہ اطلاع نہیں جانتا۔“ جبین بولی پڑا۔

”میں جانتا ہوں۔“ مودی نے کہا۔ ”میں جانتا ہوں کہ تم نے اپنا ہلاک صرف پندرہ  
منٹ دے رہا ہوں اگر تم نے مہمان کا پتہ نہ بتایا تو نہ آگ میں بھونک دیتے جاؤ گے۔  
”آسمان دالا کچھ پر ہر پانچ سو مسٹرک میں اس کا پتہ نہیں جانتا۔ اگر جانتا ہی  
ہوتا تو تم مجھ سے نہ لگوا سکتے۔“

”یہ بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔“ جبین ہلا۔

”تم خاموش رہو۔“ مودی غرایا۔

”میرا مطلب تھا کہ یہاں کوئی ایسی کرسی نہیں جس پر بیٹھا اگر تم دشمنی ڈالنے  
سے چین سب کچھ اگل دیتے۔“ مودی پر مہمور کر دے جیسے کڑی ہوا تھی جو نے اکیسویں شعل  
معدنات ماسک کرنے کی کوشش کی تھی۔

”اس کیواس کا مطلب۔“

”کہیں بھی آسانی ہوگی اور جہاں بھی اس کی ضرورت نہ ہوگی کہ جہنم اگل دیا۔“  
”میں سمجھتا ہوں کہ تم کیا چاہتے۔“ مودی نے کہا۔ ”میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری  
دفعہ برف اور میں بولا۔ یہ وہ آڈی نہیں جس کا تصویر بارے اس تھا۔“

”میں بھی دیکھ رہا ہوں اندھا نہیں۔“ چپ چاپ کھڑے رہو۔“ جبین نے  
جرا سامنے بنا کر کہا۔

”مودی نے ڈپٹ کر پوچھا تھا کہ ان دونوں نے ایک دوسرے سے کیا کہا تھا۔  
”شراب الگ رہا تھا۔“ جبین بولا۔ ”مروت جتا رہا ہے۔ کئی گھنٹے سے  
نہیں ملی۔ کم از کم چھ برس۔“ اس کے سامنے رکھو اور شاید ترک میں اگر تباہی دے  
جو کچھ جانتا ہے۔“

”کیواس مت کرو۔ سب سے پہلے میں گاڑو کو ترک کر دیا گا۔ جو سکتا ہے اس  
دوران میں تم دونوں کو قتل آجائے۔“ یہ کہہ کر اس نے سیر کے پاس سے لگا ہوا ایک  
لمب دیا تھا۔ جبین نے گاڑو کی طرف دیکھا اس کے چہرے سے وہ براہِ بھی  
مترشح نہیں ہوتا تھا کہ وہ منافق ہے۔ اس کے چوتھ بیٹے جوتے تھے اور  
انکھیں سرخ تھیں۔

وہ آدھی جہان دونوں کو اس کمرے میں لایا تھا۔ جیں مودی تھا۔ دفعتاً مودی  
خیمے بیچے میں بولا۔ ”جاؤ دیکھو۔ وہ کسے کیوں نہیں؟“

وہ دروازے سے نکلا ہی تھا کہ اچھل کر چہرے میں آ پڑا۔ بالکل ایسا ہی  
لگا تھا جیسے کسی نے اس کو اٹھا کر کمرے کے وسط میں پھینک دیا ہو۔ مودی تیزی  
سے دروازے کی طرف بھاڑا تھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک آدھی داخل ہوا اور  
اپنا دھنا ہاتھ ٹٹا کر بولا۔ ”تاوان کے نام پر۔“

مودی جہاں تھا وہیں رک گیا۔ تینوں قیدی بھی دروازے کی طرف مڑے تھے۔  
”کہیں اندر داخل جہنم کی جرات کیسے ہوئی۔“ مودی دبا۔

”میں نے تاوان کا لہو دیا تھا۔“ نوادو نے نرم لہجے میں کہا اور پھر ایک حرکت  
کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ اس پر نظر پڑتے ہی مودی جھل پڑا۔

”نیپا سا کر دو“

”ہاں... سہی نور ڈانو مور ملی“

مور ملی کے آدمی نے فرش پر پڑے ہی پڑے دیوار لڑکال لیا تھا۔ لیکن بڑے  
نے جھکڑیوں سمیت اس پر چھلانگ لگائی اور دیوار لڑکال پکھنے فرسخ پر پھینکا  
جہاں عورت کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے بڑے اطمینان سے جھک  
کر اسے اٹھا لیا۔

اچانک مور ملی کچھ لوگوں کے نام لے کر چہنچہ لگا تھا۔

”خواہ عزاہ ملحق نہ بھاڑو! اتنی ہی پر سکون لمبے میں بولا وہ سب اسی  
کمرے میں بے ہوش پڑے ہیں۔ جہاں تاش کھیل رہے تھے“

”تم کون ہو؟“

”تافون کا ایک محافظ۔ تمہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ تم ان تینوں کو جھکڑیوں

پہناتو“

اس دوران میں جوزف نے مور ملی کے آدمی کو رگڑ ڈالا تھا۔ وہ جلد ہی  
جے جس و حرکت چھڑ گیا۔

”شناخت نامہ دیجیے بغیر میں تمہارے بیان پر یقین نہیں کر سکتا“

اس نے جیب سے شناخت نامہ نکال کر اس کی طرف اچھال دیا۔ مور ملی  
نے اسے ہاتھوں پر روکا تھا اور تہہ رو کیٹنے لگا تھا۔

”یہ بھیڑیوں کا سربراہ ہے سی فور“ دشتا کارڈو بھرائی ہوئی آواز میں

بولتا ”ہم بھیڑیوں اس کے راز سے واقف ہو گئے تھے“

”تم چپ رہو“ مور ملی پریشانہ چیخ کر دباڑا۔

”بیچو مت! میرے ساتھ ایک خاتون بھی ہیں“ نوادر بولا۔

”والہ لرستان میں! مجھے حیرت ہے کہ تم مجھے نہیں جانتے“ مور ملی نے نرم  
لمبے میں کہا۔ یہ تینوں پوچھیں۔ تم نے شہر بدعاش جینی کارڈو کا نام ضرور سنا  
ہوگا۔ وہ رہا... اور تم ایک بدعاش عورت کے کپنے پر یہاں دوڑے چلے  
آئے ہو؟ عینا نے جھپٹ کر ایک تھپڑ مور ملی کے گال پر رسید کیا۔ شاید اس  
سے حماقت ہی سرزد ہوئی تھی کیونکہ دوسرے ہی لمحے میں مور ملی نے اس کے  
بائیں ہاتھ سے دیوار لڑکھین لیا جسے کچھ ہی دیر پہلے اس نے فرش سے اٹھا لیا تھا  
پھر اس نے اسے دھکا دیا تھا اور ان دونوں پر دیوار لڑکھان کر بولا کہ اپنے ہاتھ اوپر  
اٹھاؤ! عینا کے ہاتھ فیورادی طور پر اوپر اٹھ گئے تھے۔ لیکن اس کا ساتھی بدستور  
لاپرواہی سے کھڑا رہا۔ پھر وہ آہستہ سے بائیں جانب ہٹا تھا۔

”گوئی مار دوں گا“ مور ملی نے دھمکی دی اور پیچھے ہٹ کر پھر میز کے پائے  
سے لگا ہوا ٹین دبانے لگا۔

”تیافو! اس عورت نے تمہے کیا کہا تھا؟ اس نے دیوار کو جھنڈ دے  
کر سوال کیا۔

”اس نے تو کوئی خاص بات نہیں کہی تھی۔ لیکن جینی کارڈو نے تم پر جہاد اسلام ملد  
کیا ہے اس کی جواب دہی کے لئے تیار ہو جاؤ؟ نوادر نے کہا۔

”میں تمہیں یہیں دفن کر دوں گا۔ اسی کو جو اب جی سمجھ لینا“

”تو تمہیں اعتراف ہے کہ تم بھیڑیوں کے سربراہ ہو؟“

”ہاں۔ میں ایک بھیڑیا ہوں... سربراہ سمجھ لو... پھر“

”ابھی بتانا ہوں؟“ وہ کہتا جیسا کہ تمام آگے بڑھا جی تھا مور ملی نے ناخر  
کر دیا۔ اس نے ایک جانب چھلانگ لگائی۔ مور ملی نے دوسرا ٹاکہ کیا۔ وہ بھی  
نالی گیا۔ پھر تیسرا... چوتھا... بائیں... چھٹا... اور اس کے بعد اس نے

مورہلی پر چھلانگ لگانی تھی۔

وا۔۔۔۔۔ میرے دلیر۔۔۔ میرے جیائے۔۔۔ غریب! نینا اچھل اچھل کر نالیاں بجا رہی تھی۔

نمال کچھ۔۔۔ کمال کچھ۔۔۔ جینی گارڈ کے دانت لکے پڑ رہے تھے۔ جوزف اور جیمین خاموش کھڑے ایک دوسرے کی طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے انہیں اس واقعہ پر یقین نہ آ رہا ہو۔

انہی کا ساتھ مدینہ کے جوڑے پر پڑا تھا لیکن الیا ہی معلوم ہوا جیسے اس نے کسی دیوار پر مکا ٹپا ہوا۔ پھر مورہلی اس سے لپٹ پڑا تھا۔

اب جس کیا کرنا ہے؟ جیمین پڑ پڑا۔

کچھ بھی نہیں! گارڈوں نے کہا بہت جاندار آدمی معلوم ہوتا ہے اسے ٹھیک کر دے گا پتہ نہیں ہے۔ اگر نینا کا ساتھی ہوا تو سیرے لے کر بدستور نظرہ باقی ہے۔

تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے جانی گارڈوں! جوزف بھرا بی جونی آواز میں بولا تمہارے لئے ہم اپنی جانیں دے دیں گے۔

چاری جھکڑیاں، جیمین چاندی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

مورہلی نے انہی کو دور اچھال دیا تھا۔ وہ پھراٹھا اور کسی لڑکے کے رخ کی طرح کھلے کا پہلو تلاش کرتا ہوا اس کی طرف بڑھنے لگا۔ ابراہان الیا بھی تھابھے سدہلی سے خوفزدہ ہو۔ مورہلی اسے محسوس کرتے ہی تیسرے پرگیا۔ اس نے

اجنبی پر چھلانگ لگائی اور اپنے ہی زور میں منہ کے بل لٹش پر چلا آیا۔ دوسرے ہی لمحے میں انہی اس کی پشت پر سوار تھا۔ لیکن مورہلی نے اسے پھر اچھال پھینکا اتنی مہلت ہی نہیں دی تھی کہ وہ اسے اچھے پیروں سے چکڑ سکتا۔ اس کے بعد وہ

خود بھی اٹھ ہی رہا تھا کہ انہی کی ٹھوک اس کی پیشانی پر پڑی اور وہ کریدہ سی آواز کے ساتھ دوسری طرف الٹ گیا۔ دوسری ٹھوک بائیں پہلو پر پڑی۔ تیسری ٹھوک ڈی پر۔ پھر سدہلی اٹھ نہیں سکا تھا۔ ٹھوک کی گھاٹا کھانسی مچاڑتا رہا۔ ڈرا ہی کیا دیر میں وہ بے سدہ ہو گیا۔ ابراہان نے اس کی جینیں ٹٹول کر کچھ چیزیں برآمد کیں۔ جن میں جھکڑیوں کی چابیاں بھی تھیں۔ وہ تینوں آزاد ہو گئے۔

تم تینوں جگہ جاؤ! ابراہان بولا۔ اس نے دوسروں کی نظریں پکا کر جیمین کو اکٹھے بھی بلادی تھی۔

یہ۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔ نینا گارڈوں کی طرف اٹھ اٹھا کر بولی۔

یہ بھی جانے لگا۔

یہ میرے چلار آدمیوں کا قاتل ہے! نینا اس کے قریب پہنچ کر آہستہ سے اپنی "تم نے بھی میرے سلسلے چار کو موت کے گھاٹ اتارا ہے؟" اس نے بھی اتنی ہی آہستگی سے کہا کہ دوسرے سن نہ سکیں۔ نینا کچھ بولی۔ اور اس نے اپنی تینوں سے پھر کہا کہ وہ وہاں سے چلے جائیں۔

جیمین اور جوزف نے گارڈوں کے بازو پکڑے تھے اور دوازہ کی طرف بڑھتے چلے گئے اور ابراہان انہیں بتانا رہا تھا کہ کس طرح صدر دوازہ سے نکلے پھیں گے۔

ان کے چلے جانے کے بعد ابراہان نے جھکڑیوں کا ایک بوڑھا مورہلی کے بے چوٹی ہڈم کے ہاتھوں میں ڈالا اور دوسرا پیروں میں۔

نینا خاموشی سے سب کچھ دیکھتی رہی۔ پھر دفعتاً وہ سدہلی کی طرف متوجہ ہو گئی۔ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے گھورتی رہی اور پھر تیزی سے اس کی ہاتھ

برسی تھی۔

”ارے۔ ارے۔ یہ تو مر گیا یہ وہ اس پر بھی بڑی گھٹی گھٹی س آواز میں بولی۔  
 ہو سکتا ہے؟ ابرو لا پڑا ہی ہے بولا بائیں پہلو پر پڑنے والی ٹھوکر نے  
 حرکت قلب بند کر دی ہو گی۔ ویسے تم اسے ڈاکو مورلی کی حیثیت سے کب سے جانتی ہو؟

”میرا خیال پہلے تین سال سے“

”اب میں تمہیں اس کی اصلی شکل دکھاؤں گا“

”وہ دنیا کو اس کے قریب سے بٹا کر خود اس پر جبک پڑا۔ قریب ہی پڑے  
 ہوئے اپنے قبیلے سے کوئی سیال نکالا تھا اور اس کے چہرے کے بعض حصوں کو تر  
 کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ مرد ملی ہے۔“

”یہ کون ہے؟ میں تو اسے نہیں جانتی“

”مورلی کی حیثیت سے یہ غالباً بھولوں کا سربراہ تھا۔ لیکن میں بھی نہیں  
 جانتا کہ یہ کون ہے۔“

”اب کیا کرے گا؟“

”اسے اپنے کپڑے پہناؤں گا اور خود اس کا لباس پہنوں گا۔ تم دوسری  
 طرف منہ کر کے کھڑی ہو جاؤ۔“

”پانچ چھ منٹ بعد اس نے کھار کرا سے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔“

”مگر تم نے یہ کیوں کیا ہے؟“ دنیا مسطر بنا نہ انداز میں بولی۔

”اب میں اس کے سینے پر جھڑپوں کا نشان بناؤں گا اور ہم یہاں سے نکل

چلیں گے۔ تو اہل خاموش رہو باتیں بدل میں ہوں گی۔ اس نے کہا اور قبیلے سے

علم نکال کر مردہ آدمی کی نقیب پر کھوپڑی اور خنجر بنایا۔ بے ہوش آدمی کے ہاتھ

پیروں سے چھسکریاں نکالیں اور دنیا کا بازو پکڑے ہوئے عمارت سے باہر نکل آیا۔

کچھ دیر بعد وہ اسی جگہ میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں انہوں نے قیام کیا تھا۔  
 ”اب میں تمہارے اس سوال کا جواب دوں گا۔ ذرا اگر گرم کافی کا ایک کپ

پانی لینے دو۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ ہوں۔ اس نے خاموش ہو کر کافی کا گھونٹ لیا۔ اور

فویل سانس لے کر بولا اگر میں اسے مورلی ہی کی حیثیت سے وہاں بڑا ہتھ دیتا

تو اس کے گھر کے ہماری تلاش میں لکھ لکھتے ہوتے۔ اور اب ہوش میں آنے کے

بعد جب ایک اجنبی کی تلاش میرے لباس میں دیکھیں گے اور اس کے سینے پر اپنے

گوہ کا نشان بھی دیکھیں گے تو یہی سمجھیں گے کہ مورلی سے مل کر کسی دوسرے نہیں

چلا دیا۔ اس طرح وہ اس کا ش کو ٹھکانے بھی لگا دیں گے۔“

”تم نے اپنا شناختی کارڈ بھی اٹھایا تھا وہاں سے یا نہیں؟“

”میں ایسی چیزیں بھولتا نہیں کرتا۔“

”مجھے یقین نہیں کہ تم اس دنیا کے آدمی ہو۔“

”سریخ سے آیا ہوں۔“

”سچ بتانا۔ تم واقعی سارو کے دوست ہو یا نہیں۔ میرا خیال ہے کہ تم عرصہ

سے مورلی کی تاک میں رہے تھے۔ اور وہ دونوں دراصل تمہارے ہی آدمی تھے۔“

”اگر میں سارو کا دوست نہیں۔ تب بھی میں نے تمہارے ساتھ کوئی بڑائی

نہیں کی۔ مورلی کے بارے میں سچی بات یہ ہے کہ میں اس کی تاک میں تھا۔ اس

نے یہاں میرا بزنس خواب کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہاں وہ میرے ہی آدمی تھے

اور اس نے یہاں آنے سے کہ مورلی ان سے چھوٹ چھارے اور میں اسے ٹھکانے

لگا دوں۔ لیکن یقین کرو کہ میں اسے مورلی کی حیثیت سے نہیں جانتا تھا۔ یہ آسانی

مجھے تمہاری ہی وجہ سے ہوئی۔ اور ہاں! میں تم سے صرف اتنا ہی چاہوں گا کہ تم

جینی کارڈ وکاس کے حال پر پھوڑو۔

"تم کہتے ہو تو یہی ہو گا کہ وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بٹھے پہاڑ سے بولی۔

"الجزائری عبداللہ انہیں ہمیشہ یاد رکھے گا۔

"اور جب بھی یہاں آئے گا میرا ہی یہاں رہے گا۔

لیکن دوسری بیچ جب وہ بیمار ہوئی تو الجزائری عبداللہ انہیں قہقہے سمیت

غائب تھا۔ اور کیوں نہ غائب ہو جاتا اسے تو دم پینچ کر ان دور قربانی کے بکروں

کو تلاش کرنا تھا جن کی دسافت سے وہ دنیا تک پہنچا تھا اور پھر نیلے اس کی

راہنما سوریلی تک کی تھی۔ کارڈ اور دنیا کو اصل قہقہے کا علم نہ ہو سکا۔

دم پینچ کر حسین نے بتائے جوئے فون نمبر پر رنگ کر کے ہدایات طلب کی

تھیں۔ اس سے کہا گیا تھا کہ وہ دونوں نصف شب کو بروانی مستقر پر پینچ جائیں اور وہ

کارڈ کو دم چھڑکی میں چپ چاپ گھر سے نکل آئے تھے۔

تو ان بروانی مستقر پر ان کا منتظر تھا۔ انہیں دیکھتے ہی چپک کر ہلا۔ اٹھا!

خانہ خدمت چور ہے ہیں آپ لوگ!"

"فرمان کی بکری سے تندرست ہی جوتے ہیں! حسین بڑا سامنے جا کر ہلا۔

"اچھی سے دم لگائے گا۔ اسے ابھی تو جینو دار پینچ کر خیر اندیشوں کی تعمیر تھی

جے یہ مہرین چورنگم کا پس منہ میں نکلتا ہوا ہلا۔

"اوہ! تو کیا یہاں کا کام تم پر ہو گیا یا؟" جوزف نے پوچھا۔

پہلی رات کو ہی ختم ہو گیا تھا۔

"تو کیا سوریلی؟ لیکن تم نے اس کی تصویر تو نہیں دی تھی؟"

"وہ حسین ہمارے ہی تھا۔ وہی ایجنٹ جس نے ایکسٹروڈیٹری کلاس کیا

تھا۔ لیکن بحیثیت سوریلی میک اپ میں رہتا تھا۔ دوسری زندگی بسر کر رہا تھا

ایکسٹروڈیٹری ایجنٹ ایڈی سے سالوں یا زیندا کے توسط سے بنا تھا۔ لہذا میں نے

تصویر ڈرامی ریسرچر دی تھی اور میرا یہ اندیشہ بھی درست نکلا کہ وہ زیندا

ہی کے بھڑکانے پر چارے خلاف ہوا تھا۔ ویسے یہ ضمن اتفاق تھا کہ تم

مید سے وہی پینچے جہاں کبھی پرس ہر بندہ نے قیام کیا تھا۔ درجہ مقدمہ تو یہی

تھا کہ تم دم کی سڑکوں پر بیٹھتے سپرو وٹا کر جین ہمارے تمہاری طرف متوجہ ہو

کر اچی کین گاہ سے نکل آئے اور میں اسے ہڈیوں سے

"اگر ہم جی ہڈیوں سے لگے ہو تو؟" جبین بولی پڑا۔

"شریفوں کسے سے علیے میں مارے جاتے۔۔۔ سہان اللہ۔۔۔ اچھا بس۔!

جوزف تم پر اپنا بغیر فارسی مالی تصویر کا پاسپورٹ سنبھالو۔ ہم ملانے ہی ہوتے

مالے ہیں۔ ویسے حسین سلما اتم فارسی اور بڑھے ہونے والوں کے بغیر اتنے

اچھے لگتے ہو کہ۔۔۔"

"پینز۔۔۔ یورید میسٹی۔! حسین نے احتجاج کیا اور بڑا سامنے بنائے ہوئے

دوسری طرف دیکھنے لگا۔

سہلان نے حذرت کو آنکھ مار دی تھی اور جوزف کے دانت نکل پڑے تھے۔

ختم شد